REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS
FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ۔ وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

REGD. NO. P. 67.

ولقد نصرکم اللہ ببدرٍ وانتم اذلۃ

ہفت روزہ بدر قادیان

جلد ۲۲ — شمارہ ۳۹

ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری
نائب ایڈیٹر:- جاوید اقبال اختر

شرح چندہ
سالانہ ۱۰ روپے
ششماہی ۵ روپے
ممالکِ غیر ۲۰ روپے
فی پرچہ ۲۵ پیسے

THE WEEKLY BADR QADIAN.

۲۸ شعبان ۱۳۹۳ ہجری — ۲۷ تبوک ۱۳۵۲ ہش — ۲۷ ستمبر ۱۹۷۳ء

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۲۵ تبوک (ستمبر) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے متعلق لنڈن سے آمدہ اطلاع مظہر ہے کہ حضور انور یورپ اور انگلستان کا دورہ مکمل کر لینے کے بعد مورخہ ۲۴ تبوک کو ربوہ کے لئے مراجعت فرما ہو رہے ہیں۔ احباب اپنے محبوب امام ہمام کے بخیریت مراجعت فرما ہونے اور حضور کی صحت وسلامتی، درازیٔ عمر اور مقاصدِ عالیہ میں فائز المرامی کے لئے دعائیں کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر طرح اپنا فضل شاملِ حال رکھے آمین۔

لنڈن۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ بھی بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ معلوم ہوا ہے کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے از راہِ شفقت محترم صاحبزادہ صاحب کو یورپ کے سارے احمدیہ مشنز اور مساجد دیکھنے کی اجازت مرحمت فرمائی ہے۔ اس لئے اس پروگرام کی تکمیل کے بعد ہی آپ قادیان کیلئے واپس روانہ ہونگے۔ احباب دعا فرمائیں کہ سفر وحضر میں اللہ تعالیٰ محترم صاحبزادہ صاحب کا ہر طرح حافظ وناصر ہو اور آپ کا یہ دورہ واپسی پر ہندوستان میں توسیع تبلیغ کیلئے بہت سی برکتوں کا موجب ہو آمین۔ ★ — قادیان میں سیدہ محترمہ بیگم صاحبہ مرزا وسیم احمد صاحب کی طبیعت پہلے سے بہتر ہے کامل شفایابی کیلئے احباب دعائیں جاری رکھیں تمام بچے بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔

پونچھ کے پہاڑی علاقوں میں کامیاب تبلیغی مہم قسط نمبر (۲)

بڈھانوں اور راجوری میں کامیاب تبلیغی جلسے

مخالفینِ احمدیت کی ہلڑ بازیاں اور غنڈہ گردی۔ ظلم وستم کے مقابل پر احمدیوں کے بے مثل صبر واستقلال کا نمونہ

(مرتبہ مکرم مولوی محمد عمر صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ رکن وفد)

علاقہ پونچھ میں راجوری، ضلع کا صدر مقام ہے جہاں ہماری کوئی جماعت نہیں۔ البتہ یہاں سے قریباً ۱۴ میل دُور بڈھانوں میں خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے ایک مستعد جماعت پائی جاتی ہے۔

پچھلے دو ماہ سے مکرم مولوی شبیر احمد صاحب ناصر اس علاقہ میں تعلیم وتربیت اور تبلیغ کے لئے عارضی طور پر متعین تھے۔ چنانچہ اس عرصہ میں وہ مستعدی سے اپنے فرائض سرانجام دیتے رہے۔

مرکزی تبلیغی وفد سے فائدہ اٹھاتے ہوئے راجوری اور بڈھانوں میں تبلیغی جلسے منعقد کرنے کے لئے مکرم مولوی شبیر احمد صاحب ناصر نے یہاں جملہ انتظامات کئے۔ باقاعدہ حکام بالا سے تعلقات پیدا کرکے اجازت حاصل کی۔ نیز اس سلسلہ میں شہر کے معززین اور عہدیداروں سے رابطہ قائم رکھا۔

اسی اثناء میں ہمارے خلاف غیر احمدیوں نے مورخہ ۲ ستمبر ۷۳ء کو بڈھانوں کے قریب ریکی بان میں ایک جلسہ کیا جس میں بعض مولویوں نے ہمارے خلاف بہت ہی اشتعال انگیز تقریریں کیں اور کہا کہ احمدیوں کو پاکستان کی آزاد کشمیر حکومت نے غیر مسلم قرار دیا ہے۔ اور ان قادیانیوں کو قتل کرنے سے سانپ اور بچھوؤں کو قتل کرنے کی طرح ثواب ملتا ہے۔ اس طرح مسلمان عوام میں ہمارے خلاف غم وغصہ اور شدید تعصبانہ اور مخالفانہ رویہ پیدا کیا۔

مورخہ ۸ ستمبر کو تبلیغی وفد بعد دوپہر راجوری سے ہوتا ہوا بڈھانوں پہنچا۔

راجوری کے گوردوارے میں تقریر

مورخہ ۹ ستمبر کو راجوری کے گوردوارے کی منتظمہ کمیٹی کی درخواست پر محترم مولانا امینی صاحب صبح بڈھانوں سے راجوری مکرم مولوی حمید الدین صاحب شمس کے ہمراہ تشریف لے گئے۔ اور ٹھیک ۹ بجے انہوں نے گوردوارے کی بھری مجلس میں سری گورو نانک جی کی سیرت وسوانح اور اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ اُن کے نیک تعلقات پر نہایت موثر رنگ میں پون گھنٹہ تک تقریر فرمائی۔ جس کا خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے بہت نیک اثر پیدا ہوا۔ اور سب نے بہت ہی خوشی کا اظہار فرمایا۔ یہاں سے فارغ ہو کر مولوی صاحب بذریعہ جیپ ۱/۲ ۱ بجے تشریف لائے۔

بڈھانوں میں ہمارے جلسہ کو درہم برہم کرنے اور ہنگامہ آرائی کے لئے راجوری سے چند نوجوان لاٹھیوں سے لیس ہو کر اور ایک مولوی کو ساتھ لیکر بڈھانوں آئے۔ اس موقعہ پر مضافات سے بھی کچھ لوگ آئے۔ اور یہ عزم کرکے آئے تھے کہ ہمارا جلسہ نہیں ہونے دیا جائے گا۔ چنانچہ انہوں نے ہمارے جلسہ گاہ کے سامنے ہی مخالفانہ نعرہ بازیاں، گالی گلوچ اور دیگر اشتعال انگیزیاں شروع کر دیں۔ عین موقعہ پر محترم مولانا امینی صاحب بذریعہ جیپ موقعہ پر پہنچے۔ دوستوں نے نعرہ ہائے تکبیر کے ذریعہ اُن کا استقبال کیا۔ اس کا مخالفوں پر ایک رعب چھاگیا۔ اس وقت چارکوٹ وغیرہ جماعتوں سے بھی کثیر تعداد میں احباب تشریف لائے۔

اس موقعہ پر ہم سب جلسہ گاہ پہنچے۔ اور ظہر و عصر کی نمازیں شروع کر دیں۔

عین نماز کے موقعہ پر جلسہ گاہ کے چند ہی گز کے فاصلہ پر مخالفوں نے بہت شور مچانا شروع کر دیا۔ اور ایک مولوی اُن کے درمیان کھڑے ہو کر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شانِ اقدس اور احمدیت کے خلاف اشتعال انگیز تقریر کرنے لگا۔ ساتھ ہی ساتھ لوگ لاٹھیاں ہلا ہلا کر مُردہ باد کے نعرے بھی بلند کرنے لگے۔ ہمارے اور ان مخالفین کے درمیان پولیس کے چند سپاہی لاٹھیاں لے کر کھڑے تھے۔ ہم نے بڑے اطمینان سے نمازیں ختم کیں اور جلسہ کی کارروائی شروع کر دی۔

مکرم مولوی بشارت احمد صاحب محمود کی تلاوتِ قرآنِ مجید اور مکرم مولوی مظفر احمد صاحب کی نعتیہ نظم خوانی کے بعد محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی نے ٹھیک ۱/۲ ۲ بجے اپنی تقریر شروع فرمائی آپ نے فرمایا کہ جماعتِ احمدیہ ایک پُرامن اور امن پسند جماعت ہے۔ اور ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم مسلمان ہیں۔ اور تمام اسلامی ارکان اور ایمانی باتوں پر ہمارا ایمان اور یقین ہے۔ آپ نے مخالفین کے مذکورہ رویہ پر تبصرہ کرتے ہوئے قرآن مجید کی اس آیت کی تشریح فرمائی کہ کفار مکہ کہا کرتے تھے کہ لا تسمعوا لھٰذا القراٰن والغوا فیہ لعلکم تغلبون۔ کہ تم اس قرآن کو مت سنو! بلکہ اس وقت شور مچایا کرو تاکہ تم غلبہ پاسکو۔ اسی قسم کا مظاہرہ آج ہمارے مخالفوں نے کیا ہے۔

(باقی دیکھئے صہ ۱۱ پر)

جلسہ سالانہ قادیان

بتاریخ ۱۸، ۱۹، ۲۰ فتح ۱۳۵۲ ہش مطابق ۱۸، ۱۹، ۲۰ دسمبر ۱۹۷۳ء منعقد ہوگا!

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری اور اجازت سے باؤنویں جلسہ سالانہ قادیان کے انعقاد کی تاریخیں ۱۸-۱۹-۲۰ فتح ۱۳۵۲ ہش مطابق ۱۸-۱۹-۲۰ دسمبر ۱۹۷۳ء مقرر کی گئی ہیں۔

جملہ عہدیداران جماعت ہائے احمدیہ اور مبلغین کرام سے درخواست ہے کہ احباب جماعت کو جلسہ سالانہ قادیان کی مذکورہ تاریخوں سے مطلع کیا جائے۔ تا احباب زیادہ سے زیادہ تعداد میں شمولیت کرکے اس عظیم الشان روحانی اجتماع کی برکات سے مستفید ہو سکیں۔

ناظر دعوۃ وتبلیغ قادیان

ملک صلاح الدین ایم۔اے پرنٹر وپبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

ہفت روزہ بدر قادیان!
مورخہ ۲۷ تبوک ۱۳۵۲ ہش

ماہِ صیام اور اس کی عظیم برکات

ماہِ صیام "رمضان المبارک" ایک دو روز کے اندر اندر اپنی تمام برکتوں کے ساتھ شروع ہو رہا ہے۔ بلکہ بدر کا یہ پرچہ جب احباب کے پاس پہنچے گا تو چند روزے گزر بھی چکے ہوں گے۔ رمضان شریف بے شمار برکتیں اپنے جلو میں لئے ہر سال ہی آتا ہے۔ اور یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا فضل وکرم ہی ہے کہ مومنوں کے لئے حصولِ برکات کے ایسے غیر معمولی مواقع بہم پہنچاتا ہے کہ دیگر ایام کو ان کے مقابلہ میں پیش ہی نہیں کیا جا سکتا۔ وقت وقت کی بات ہوتی ہے۔ رُوح کے صیقل کرنے اور اُسے جلا بخشنے کے لئے زیادہ سے زیادہ نیکی کمانے اور حسناتِ دارین حاصل کرنے کے لئے جو بہترین رُوحانی ماحول رمضان شریف پیدا کرتا ہے وہ اسی بابرکت مہینہ کا ہی حصّہ ہے۔ رمضان شریف کا چاند ہوتے ہی ظاہری اور باطنی برکتوں کے چشمے پھوٹنے لگتے ہیں۔ مومنوں کے دلوں سے لیکر اُن کے گھروں کے در و دیوار، اُن کے محلّہ بستی اور شہر میں ایک نئی زندگی کی لہر دوڑ جاتی ہے۔ جس کی لذّت محسوس تو کی جا سکتی ہے مگر شاید اس کی کیفیت کا اظہار الفاظ میں ممکن نہ ہو۔

دنیوی دھندوں سے ایک گونہ مُنہ موڑ کر من وجہِ تبتّل کی کیفیت کے لئے طبائع میں غیر معمولی میلان ہونے لگتا ہے۔ جس کی ظاہری علامت کے طور پر گھروں میں روزوں کے لئے اہتمام۔ سحری کے انتظامات کی شروعات اور ساتھ کے ساتھ نوافل کی ادائیگی۔ قرآن کریم کی تلاوت۔ رات کا بیشتر حصّہ دعاؤں نمازوں میں گزارنے کی طرف توجہ وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب اسی مہینہ کی برکتیں ہیں۔ پہلے دن ہی سے مشاہدہ میں آنے لگتی ہیں۔

پھر اس مہینہ کو قرآن کریم کی سالگرہ بھی کہا جاتا ہے۔ خود قرآنِ مجید میں آیا ہے شھر رمضان الذی انزل فیہ القراٰن۔ جس کے دو معنے تو عام متداول ہیں۔ اوّل یہ کہ رمضان شریف کا وہ مہینہ ہے جس میں قرآن کریم جیسی مبارک کتاب کا نزول شروع ہوا۔ اور ظاہر بات ہے کہ اس وجہ سے وہ مہینہ بھی ان برکتوں سے معمور ہو گیا جس میں ہر قسم کی برکتوں سے بھرپور کتاب کا نزول اس دھرتی پر بسنے والوں کی بھلائی کے لئے عمل میں آیا۔ دوسرے معنے مذکورہ آیت کریمہ کے حصّہ کے یہ کئے گئے ہیں کہ رمضان شریف کا وہ عظیم القدر مہینہ ہے جس کی عظمتِ شان کا ذکر قرآن مجید میں بطورِ خاص ہوا ہے۔ اس طرح سال کے دیگر مہینوں کے مقابلہ میں رمضان شریف کو ایسا امتیاز بلاشبہ اس کی عظمت کی بڑی دلیل ہے۔ صرف یہی نہیں کہ رمضان شریف میں قرآن کریم کے نزول کا آغاز ہوا۔ یا یہ کہ قرآن کریم میں رمضان شریف کے ساتھ جو گہرا رُوحانی تعلق ہے وہ اس حدیثِ نبوی سے واضح ہو جاتا ہے جس میں ذکر آتا ہے کہ جبرئیل علیہ السّلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مل کر اس مبارک مہینہ میں قرآنِ کریم کا دور کرتے۔ اور جس سال حضورؐ کی وفات ہوئی ہے؛ اس سال ایک کی بجائے دو دَور ہوئے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا تعامل اور حضورؐ کے تاکیدی ارشادات بھی یہی ہیں جن میں رمضان شریف کے دنوں میں قرآن کریم کی بکثرت تلاوت کا حکم دیا گیا ہے۔ اِس طرح ہر شخص اپنی اپنی استعداد اور علمی بصیرت کے مطابق اس سے رُوحانی فیوض حاصل کر سکتا ہے۔ غرض یہی ہے کہ ہر شخص کا قدم پہلے سے آگے ہی بڑھے۔ اور کم و کیفیت میں اس مبارک مہینہ میں تلاوت قرآن کریم کے لحاظ سے وہ اپنے نفس کو قرآن کریم میں زیادہ سے زیادہ مشغول رکھے۔ مثلاً جو آدمی صرف ناظرہ قرآن کریم جانتا ہے وہ ناظرہ ہی بکثرت پڑھتا رہے اسی سے اس کو بے شمار برکتیں حاصل ہوں گی۔ لیکن اگر وہ ساتھ کے ساتھ اس کا ترجمہ اور معانی و مطالب سیکھنے کی خواہش رکھے اور اس کے لئے عملی جدوجہد بھی کرے تو اور بھی فائدہ مند ہے۔ کیا معلوم اللہ تعالیٰ اپنے فضل کا دروازہ اس رنگ میں کھول دے کہ جلد وہ اپنی اس خواہش کو پُورا کرنے کے قابل بن جائے۔ پھر ترجمہ جاننے والا بھائی اور بہن سوچ سمجھ کر تلاوت کرے۔ اس کے معانی اور مطالب پر نگاہ رکھے۔ اور اپنی عملی زندگی میں قرآنی ہدایات کو مشعلِ راہ بنانے کی پُوری کوشش کرتا رہے۔ تا رمضان شریف کے بعد بھی اس کی برکتوں کا سلسلہ اس کے ساتھ قائم رہے۔

علماء نے روزے کی جو اصطلاحی تعریف کی ہے اس کے مطابق طلوعِ فجر سے غروبِ آفتاب تک روزے دار کا کھانے پینے اور جنسی تعلقات سے پرہیز کرنے کا نام روزہ ہے۔ پھر اس بارہ میں شریعت کے احکام بڑی شرح و بسط کے ساتھ موجود ہیں۔ جن کا تفصیلی بیان اس جگہ ممکن نہیں۔ شریعت کا منشاء بطور خلاصہ ان تین باتوں میں آجاتا ہے۔ یعنی قلتِ طعام۔ قلتِ منام اور قلتِ کلام۔ مطلب یہ کہ ہر روزہ دار کے لئے اس بات کو لازم کیا گیا ہے کہ وہ روزے کے تقاضا کو پورا کرتے ہوئے اپنے کھانے پینے پر اس طرح کنٹرول کرے جس کا ذکر روزے کی تعریف میں آیا۔ اور چونکہ روزہ کے دنوں میں پسندیدہ امر یہی ہے کہ مومن شب بیداری کریں۔ اس طرح وہ اپنی نیند کے اس وقت میں بھی لازماً کمی کریں گے جو عام دنوں میں ان کا معمول ہے۔ اس کے ساتھ تیسری بات قلتِ کلام ہے۔ زیادہ تر انسان کی لغزشیں اور رُوحانیت کو نقصان پہنچانے والے محرکات کی ابتداء فضول بات چیت سے ہوتی ہے اس لئے فضول قسم کی بات چیت سے بھی پرہیز کرتے ہوئے ذکرِ الٰہی میں زیادہ وقت لگانا عین منشاءِ شریعت سمجھا گیا ہے۔ دُوسرے لفظوں میں ہم یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ لایعنی باتوں سے منہ موڑ کر روزہ دار کو ذکرِ الٰہی کی کثرت کی طرف زیادہ متوجہ ہو جانا چاہیئے۔ اس کے ساتھ ساتھ بکثرت خشوع اور انابت الی اللہ کا رجحان روزہ دار کی روحانیت کو اور زیادہ تیز کر دیتا ہے۔ اسی سلسلہ میں انفاق فی سبیل اللہ کا حکم بھی ہے۔ خود رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں احادیث سے یہ ثابت ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم تو ویسے ہی جُود و سخا میں اپنا نظیر نہیں رکھتے تھے۔ لیکن رمضان شریف میں تو حضور کا یہ وصف اِس قدر بڑھ جاتا کہ حدیث کے الفاظ کے مطابق تیز آندھی بھی جس سے ہر چھوٹے سے چھوٹا سُوراخ ہوا کے تیز جھونکوں سے اثر پذیر ہونے سے نہیں رہ سکتا ایسی تیز آندھی بھی حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے جُود و سخا کے مقابلہ میں کچھ حیثیت نہ رکھتی تھی۔ پس روزے دار کے لئے رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اُسوۂ حسنہ بھی نیک اعمال میں تیز تر قدم اُٹھانے کے لئے نہایت درجہ خیر و برکت کا موجب ہے۔

پھر روزہ کے التزام سے بھوک پیاس کے ذاتی تجربہ کے بعد ہر روزہ دار اپنے محتاج اور غریب بھائیوں کی تکلیف کا زیادہ عمدگی کے ساتھ احساس کر سکتا ہے۔ اس لئے لازم ہے کہ اپنے اس احساس کو عملی جامہ پہنائے اور اپنے اموال کا ایک حصّہ اپنے اُن محتاج بھائیوں کو دے تا اس کا روزہ اس کے لئے اس جہت سے بھی خیر و برکت لانے کا باعث بن جائے۔

الغرض ماہِ صیام آتا ہے اور اپنے جلو میں جس قسم کی برکتیں لاتا ہے اُن برکتوں کو ہر روزہ دار اپنی ہمت اور کوشش کے نتیجہ میں زیادہ سے زیادہ جمع کر سکتا ہے۔ کیا بلحاظ ذاتی عبادات میں زیادہ انہماک کے اور توجہ الی اللہ میں بڑھ جانے کے اور کیا بلحاظ اس کے کہ مالی قربانیاں کرے، انفاق فی سبیل اللہ کر کے اپنے بنی نوع کی خدمت کا تعاہد کرے۔ نہیں کہہ سکتے کہ انسان کا کونسا عمل کس وقت خدا تعالیٰ کی رحمتوں اور فضلوں کو کھینچ لانے کا ذریعہ بن جائے۔ اِس لئے کسی موقعہ کو بھی ممکن حد تک ہاتھ سے نہ جانے دینا چاہیئے۔

ماسوا اس کے رمضان شریف قربِ الٰہی کے حصُول کا بہترین ماحول پیدا کرتا ہے۔ چنانچہ اوّل نمبر پر بطور گارنٹی کلام مجید میں اس کا حتمی وعدہ موجود ہے۔ فرماتا ہے:۔

وَ اِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ

(آگے دیکھئے صٓ پر)

اخبارِ قادیان

قادیان ۱۸/۱۹ تبوک کی درمیانی شب مغرب کی نماز کے تھوڑی دیر بعد مدرسہ احمدیہ کی پُرانی عمارت کے ایک کمرہ (متصلہ بڑا گیٹ بجانب مغرب) کی مشرقی دیوار مع چھت کے اچانک گر گئی۔ اس کمرہ میں مدرسہ احمدیہ کے چار طلبہ رہائش رکھتے تھے۔ جو چند سیکنڈ پہلے ہی کمرے سے باہر نکل آئے تھے۔ خدا کا شکر ہے کوئی جانی نقصان نہیں ہوا۔ البتہ طلبہ کی تمام کتب اور دیگر سامان ملبہ کے نیچے دب گیا جسے بعد میں جلد ہی نکال لیا گیا۔

★ — مورخہ ۲۰/۹/۷۳ کو مکرم ماسٹر انصار احمد صاحب بی اے بی ایڈ ٹیچر تعلیم الاسلام سکول کو اللہ تعالیٰ نے دوسرا لڑکا عطا فرمایا۔ اسی روز مکرم رشید احمد صاحب ملکانہ کلرک دفتر آڈیٹر کے ہاں بچی تولد ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نومولودین کو نیک صالح اور والدین کے لئے قرۃ العین بنائے آمین۔

★ — مورخہ ۲۰ تبوک بعد نماز عشاء مسجد اقصیٰ میں زیر صدارت مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد، لوکل انجمن احمدیہ کی طرف سے ایک تربیتی جلسہ ہوا۔ جس میں پونچھ میں جانے والے تبلیغی وفد کے اراکین مکرم مولوی محمد انعام صاحب غوری۔ مکرم مولوی شبیر احمد صاحب ناصر۔ مکرم مولوی مظفر احمد صاحب فضل نے اپنے اپنے حلقۂ تبلیغ کے ایمان افروز حالات سنائے۔ بعدہٗ مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل دہلوی نے پاکستان میں حالیہ سیلاب کی تباہ کاریوں میں احمدی نوجوانوں کی بے لوث خدمات کا ذکر کیا اور سیلاب کو صداقتِ احمدیت کے لئے نشان کے طور پر ظاہر ہونے کا عالمانہ انداز میں ذکر کیا۔ (بوجہ عدمِ گنجائش تفصیلی رپورٹ درج کئے جانے سے معذوری ہے) ★ — مکرم محمود احمد صاحب آف تنزانیہ مقاماتِ مقدسہ قادیان کی زیارت کے بعد مورخہ ۲۳/۹/۷۳ کو براستہ واہگہ بارڈر واپس تشریف لے گئے۔

درخواست دعا:۔ مکرم خواجہ احمد صاحب لنڈن کے ہاں نیک صالح اور خادم دین اولاد نرینہ کے لئے احباب دعا فرماویں۔ خاکسار: (چوہدری) عبد القدیر واقف زندگی محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

بصیرت افروز خطاب

اللہ تعالیٰ کا یہ بڑا احسان ہے کہ اُس نے پچاس برس تک متواتر لجنات کو قربانیاں پیش کرنیکی توفیق بخشی

ہماری پہلی دُعا یہ ہونی چاہیئے کہ اَے ربّ کریم! ہماری قربانیوں کو قبول فرما!!

ہماری دُوسری دُعا یہ ہونی چاہیئے کہ خدا ہمیں آئندہ غلبۂ اسلام کیلئے اِس سے بھی زیادہ قربانیوں کی توفیق دے

پچاس سالہ جشن ہماری راہ کا صرف ایک موڑ ہے اپنی خوشیوں کی بنیاد کو اب زیادہ مضبوط اور وسیع کرنیکی کوشش کرو!!

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۸ر نبوت ۱۳۵۱ ہش مطابق ۱۸ر نومبر ۱۹۷۲ء بمقام ربوہ

ربوہ میں گذشتہ سال لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کے پندرھویں سالانہ مرکزی اجتماع (منعقدہ ۱۸ر نبوت ۱۳۵۱ ہش مطابق ۱۸ر نومبر ۱۹۷۲ء) کے موقعہ پر لجنہ اماء اللہ نے اپنے قیام کے پچاس برس پورے ہونے کی خوشی میں ایک جشن منایا تھا۔ اس موقعہ پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے احمدی خواتین سے ایک نہایت اہم اور بصیرت افروز خطاب فرمایا۔ سیدہ محترمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ مرکزیہ قادیان کی خواہش پر اس خطاب کا مکمل متن ذیل میں درج کیا جا رہا ہے۔ سیدہ محترمہ ممدوحہ تاکید فرماتی ہیں کہ احمدی بہنیں اسے بغور پڑھیں اور اس میں حضور نے جن اہم ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے جو قیمتی اور زریں نصائح فرمائی ہیں۔ ان پر عمل کرنے کی ہر ممکن کوشش کریں۔" ایڈیٹر

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

"لجنہ اماء اللہ کا یہ قافلہ پچاس سال تک مجاہدانہ عزم اور عمل کے ساتھ اور عاجزانہ راہوں کو اختیار کرتے ہوئے آگے سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ یہاں تک کہ آج اپنا

پچاس سالہ جشن

منانے کے قابل ہو گیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

اللہ تعالیٰ کی ان رحمتوں کو دیکھکر جو اس نے جماعت پر نازل کی ہیں۔ ہمارے دل اس کی حمد سے معمور ہیں۔ اور روحانی بشاشت اور مسرت سے ہمارے چہرے دمک رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے حصول کے بعد ہی انسان کو حقیقی خوشی حاصل ہوتی ہے۔

ہم احمدی مسلمانوں کا جشن، ہماری عید اور ہماری خوشی کا دن

حمد و ثناء اور متضرعانہ دُعاؤں کا ایک حسین امتزاج ہے

یہ ہے حقیقت ہمارے جشن اور ہماری خوشی کی۔ تاہم حمد و ثناء بھی اپنے اندر دو پہلو لئے ہوئے ہے۔ اور متضرعانہ دعا بھی دو جہت کی طرف اشارہ کرکے ربّ کریم کے حضور ہماری روح کو اور ہمارے جسم کے ذرہ ذرہ کو جھکاتی ہے۔ ہمارے دل اپنے رب کی حمد سے اس لئے بھی معمور ہیں اور ہماری زبانوں پر اس کی حمد کے ترانے اس لئے بھی جاری ہیں کہ اس نے ہم عاجز بندوں اور عاجز بندیوں کو یہ توفیق عطا فرمائی کہ ہم اس ابتلاء اور امتحان کی دنیا میں رہتے ہوئے بھی دنیا سے نگاہ موڑ کر اس رب کریم کی طرف متوجہ رہیں۔ اور نہایت عاجزی کے ساتھ اور تکبر سے انتہائی طور پر نفرت کرتے ہوئے اس کی عطا میں سے کچھ اس کے حضور پیش کریں۔ حمد کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جماعت کو بحیثیت جماعت بھی اور لجنہ اماء اللہ کو بحیثیت لجنہ بھی اپنی قربانیوں میں تسلسل قائم رکھنے کی توفیق عطا فرمائی۔ کیونکہ اگر تسلسل قائم نہ رہے۔ تو نتیجہ اچھا نکلنے کا امکان باقی نہیں رہتا۔ (میں یہ نہیں کہتا کہ نتیجہ اچھا نہیں نکلتا۔ کیونکہ اس کا بنیادی طور پر انحصار ایک اور بات پر ہے۔ جو میں آگے چل کر بیان کرونگا۔) ایک موٹی مثال ہے۔ جسے ہر چھوٹا بڑا اور عالم اور عالمہ بھی سمجھ جائے گی۔ کہ ہم پھول کے بیج لگاتے ہیں۔ (آج کل پھول کے بیج لگانے کا موسم ہے۔) تو گملے میں پنیری تیار کرتے ہیں۔ اور اس کے لئے پہلے بیج ڈالتے ہیں۔ اور اس کے اوپر ایک پتلی سی تہ مٹی کی ڈالتے ہیں۔ اور پھر اس کو پانی دیتے ہیں۔ اب اگر بیج نے نشو و نما حاصل کرکے ایک صحت مند پودا بننا ہے۔ جسے نہایت خوبصورت اور دل موہ لینے والے پھول لگتے ہیں۔ تو پانی دینے میں

تسلسل کا قائم رہنا

ضروری ہے ہر روز وقت پر اس گملے میں پانی ڈالنا چاہیئے پھر جب ان کو (TRANSPLANT) ٹرانس پلانٹ کیا جاتا ہے تو جس جگہ پودے لگائے جائیں۔ وہاں بھی ان کو پانی ملنا چاہیئے۔ اگر پانچ سات دن پانی نہ ملے تو یا تو پودے مر جائیں گے۔ یا کمزور ہو جائیں گے۔ یا ان کو پھول لگیں گے ہی نہیں اور یا اگر لگیں گے بھی تو خوبصورت پھول نہیں لگیں گے۔ بلکہ مرجھاتے ہوئے نیم مردہ سے پھول جائیں تو آ جائیں۔ وہ نہ وہ خوبصورتی اور وہ حسن جو اللہ تعالیٰ پھولوں میں پیدا کرنا چاہتا ہے۔ وہ پانی کے دینے میں تسلسل نہ ہونے کی وجہ سے پیدا نہیں ہوتا گویا اس طرح انسانی کوشش ناکام ہو جاتی ہے۔

پس ہم اللہ تعالیٰ کے ممنون ہیں۔ اس نے ہم پر بڑا احسان کیا ہے پچاس سال تک لگاتار اور پورے تسلسل کے ساتھ اس نے لجنات کو ان کی بساط کے مطابق اس کے حضور

قربانیاں پیش کرنیکی توفیق

بخشی۔ گویا لجنات نے اپنی کمزوریوں کے باوجود، دنیا کی اس کشش کے باوجود جو اپنی طرف ان کو کھینچ رہی تھی۔ اپنی اجتماعی زندگی میں قربانیوں کے تسلسل کو قائم رکھا۔ اور یہ اسی تسلسل کا نتیجہ ہے کہ آج آپ لجنہ کی حیثیت میں (اور چونکہ لجنہ بھی جماعت کا ایک حصہ ہے۔ اس لئے مَیں کہوں گا جماعت جماعت کی حیثیت میں) وہاں کھڑی ہے جہاں وہ آج کھڑی ہمیں نظر آرہی ہے۔ اگر یہ تسلسل نہ ہوتا اگر لجنہ دس سال روشنی میں رہتی اور پھر چند سال اندھیروں کے آتے اور پھر روشنی اور بشاشت اور جذبہ ایثار جوش مارتا۔ اور یہی حال جماعت کا ہوتا۔ روشنی۔ اندھیرا روشنی، تو نہ جماعت اس مقام پر ہوتی اور نہ لجنہ اس مقام پر ہوتی جس پر آج اسے آپ دیکھ رہی ہیں۔

پس ہم نے خدا تعالیٰ کی حمد و ثنا اس لئے کرنی ہے۔ اس کی تسبیح و تحمید اس لئے کرنی ہے۔ اور اپنے قول اور فعل میں اس کے شکر گزار بندے اور بندیاں اس لئے بننا ہے کہ نہ صرف اس نے اپنی راہ میں ہمیں قربانیاں دینے کی توفیق عطا فرمائی۔ بلکہ اس نے ہمیں یہ توفیق بھی عطا فرمائی۔ کہ ہم تسلسل کے ساتھ اس کی راہ میں قربانیاں دیتے اور دیتی چلی جائیں۔

پس ہمارے جشن کا ایک پہلو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی جائے۔ کیونکہ ایک مسلمان جب بھی خوشی مناتا ہے۔ اس کی زبان سے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا جاری ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ دیکھ رہا ہوتا ہے کہ اللہ نے بڑا فضل کیا۔ اور بڑا احسان کیا۔ اس نے

رحمانیّت کے جلوے

بھی دکھائے۔ اور وہاں ہماری انگلی پکڑی اور اپنی رحمانیت کے جلووں سے ہماری راہنمائی فرمائی۔ جہاں کامیابی کی کوئی صورت نظر نہیں آرہی تھی۔ اس نے ہمیں اپنی محبت کے جلوے بھی دکھائے۔ کہ جہاں ہماری کوششیں تو تھیں۔ مگر وہ بڑی کمزوریوں میں لپٹی ہوئی تھیں۔ اس نے اپنے محبت کرنے والے ہاتھوں، اور پیار کرنے والی قادرانہ انگلیوں کے ساتھ ان غفلتوں، سُستیوں اور کوتاہیوں اور کمزوریوں کے پردوں کو ہٹا کر ہماری کوشش میں جو اپنی ذات میں ایک بڑی ہی حقیر کوشش تھی۔ برکت ڈال دی۔ اور اس برکت نے ہماری اس کوشش کو اتنا بڑھا دیا۔ اور اس کے ایسے اچھے نتیجے نکلے کہ دنیا حیران رہ گئی۔

مَیں نے شاید پہلے بھی بیان کیا ہے۔ ایک دفعہ میں ربوہ سے ریل میں سوار ہوا۔ ڈبہ میں کچھ اور مسافر بھی تھے۔ جب انہوں نے گاڑی میں بیٹھے بیٹھے

ربوہ کے ماحول پر نظر

ڈالی۔ اسکول دیکھا، کالج دیکھا اور لجنہ کا ہال دیکھا تو کہنے لگے بڑی امیر جماعت ہے۔ دیکھو کس طرح کالج بنا لیا ہے۔ یہ بنا لیا ہے اور وہ بنا لیا ہے۔ مَیں پہلے تو ان کی باتیں سنتا رہا لیکن جب انہوں نے ہماری عمارتوں کا بہت زور شور سے ڈھنڈورا پیٹنا شروع کیا۔ تو میں نے کہا ہم امیر ہیں لیکن مادی دولت کے بغیر۔ ہم خدا کے فضلوں کی وجہ سے امیر ہیں۔ ہم اس لئے امیر ہیں کہ ہمارے ایک پیسے میں وہ برکت ہے جو برکت دوسروں کے ہزار روپے میں نہیں۔

پس اللہ تعالیٰ ہماری حقیر کوششوں کے ایسے نتائج نکالتا ہے کہ ہم بھی حیران ہوتے ہیں اور ہمارا مخالف یا جو ہم میں سے نہیں۔ اور ہمارا مخالف بھی نہیں۔ لیکن وہ جماعت کے حالات کو نہیں جانتا۔ وہ بھی حیران ہو جاتا ہے کہ یہ کیسے ہو گیا۔ پس اللہ تعالیٰ کے ان احسانوں کو دیکھکر ہمارے دل اس کے شکر سے لبریز ہو جاتے ہیں۔ ہمارا خدا بڑا ہی احسان کرنے والا اور بڑا ہی پیار کرنے والا خدا ہے۔

پچاس سال پیچھے آپ نظر کریں۔ کچھ مختصراً اس مجلہ میں بھی ذکر ہے (جو آپ نے اس موقع پر شائع کیا ہے) کہ کس طرح ایک بیج بویا گیا تھا۔ اور پھر کس طرح اس بیج کو پنپنے اور اس میں روئیدگی نکلنے اور اس کو

نشو و نما پانے کا موقع ملا شروع میں

صرف چودہ[14] مستورات

کی ضرورت تھی چودہ[14] ممبرات تھیں جن کے سپرد یہ کام کیا گیا تھا۔ گو اس وقت تھوڑا کام تھا۔ لیکن آہستہ آہستہ یہ پودا درخت بن گیا۔ اب یہ خوبصورت درخت اتنا بڑھ چکا ہے۔ اتنا بلند ہو چکا ہے، اتنا حسین ہو چکا ہے، اتنی شاخیں نکال چکا ہے۔ اتنے خوبصورت پتے نکال چکا ہے۔ کہ اس عظیم درخت کی ایک ایک ٹہنی کی ایک پتلی سی شاخ کے پتے بھی چودہ سے زیادہ نظر آتے ہیں۔ تاہم وہ چودہ ممبرات جن سے لجنہ کی تنظیم کی ابتداء ہوئی تھی۔ وہ پھر چودہ سے چودہ درجن بنی ہوں گی۔ پھر چودہ درجن سے چودہ سینکڑے بنی ہوں گی۔ پہلے وہ قادیان میں محدود تھیں پھر وہ باہر نکلیں پنجاب میں پھیلیں یعنی اس درخت کی شاخیں پھیل کر انہوں نے پنجاب کے اوپر سایہ دینا شروع کیا پھر سارے ہندوستان پر سایہ دینا شروع کیا پھر اب

دنیا کے سارے ممالک

پر اس درخت کی شاخیں پھیل گئی ہیں اور اس کی برکت سے ملک ملک اور قوم حصّہ لے رہی ہے۔

پس ہمارے دل آج خدا تعالیٰ کی حمد سے معمور ہیں۔ اور اس کے ساتھ ہی ہماری متضرعانہ دُعائیں بھی اس کے حضور پیش ہیں۔ اور اس کے دو پہلو ہیں۔ ایک پہلو یہ ہے کہ اے خدا ہم نے جو کوشش کی سو کی لیکن نتیجہ تیرے فضل اور رحمت کے بغیر نہیں نکل سکتا۔ یہ ایک حقیقت ہے۔ جسے ہر احمدی مرد اور ہر احمدی عورت کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ کوشش خواہ وہ بظاہر انتہائی کوشش ہی کیوں نہ ہو۔ وہ بارآور نہیں ہو سکتی جب تک

اللہ تعالیٰ کا فضل

آسمانوں سے نازل ہو کر اسے پھل اور ثمر عطا نہ کرے ہمارا یہ آئے دن کا مشاہدہ ہے۔ آپ میری بہنیں اور بزرگ خواتین بھی جانتی ہیں آپ نے اپنی زندگیوں میں کئی بار دیکھا ہوگا کہ ایک عورت ۹ مہینے سخت تکلیف اور دردوں اور دکھوں کو اُٹھا کر اور ہر قسم کے پرہیز کر کے اپنے پیٹ میں بچہ پالتی ہے۔ اس کا خاوند اس کے لئے سہولت کے سامان اور دواؤں کا انتظام کر رہا ہوتا ہے۔ وہ خود ہر دکھ اُٹھا رہی ہوتی ہے۔ ڈاکٹر کہتا ہے یہ کھانا ہے وہ نہیں کھانا دیکھنا کہیں غلط جگہ پاؤں نہ پڑ جائے۔ اونچی ایڑی والی جوتی نہیں پہننی۔ یہ نہیں کرنا وہ نہیں کرنا۔ غرض ہزار قسم کی احتیاطیں ہیں۔ جو اس موقع پر برتی جاتی ہیں۔ ہزار بندھن ہیں جن میں حاملہ عورت کو باندھا جاتا ہے۔ ہزار پابندیاں ہیں جو اس پر لگائی جاتی ہیں اور پھر جس وقت بچے کی پیدائش کا وقت آتا ہے۔ تو اس وقت وہ عورت بھی یعنی ہماری جوان احمدی عورت بھی جانتی ہے۔ اور دوسروں کو بھی جاننا چاہیئے کہ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس کو ساری کوشش کا پھل بھی ملے گا یا نہیں ہمارے اپنے گھر کا مشاہدہ ہے۔ میری بڑی بیٹی نے اسی طرح نو مہینے کی تکلیف کاٹی یہ تکلیف طبعاً عورت کے ساتھ لگی ہوئی ہے۔ اس لئے اس نے بھی یہ تکلیف گذارا۔ لاہور میں زچگی ہوئی اتنا صحت مند اور خوبصورت بچہ پیدا ہوا کہ میں نے اپنی ساری عمر میں اتنا صحت مند اور خوبصورت بچہ نہیں دیکھا تھا۔ لیکن اس نے ایک سانس بھی نہیں لیا وہ مردہ تھا پس اگر ہماری کوئی بہن یہ سمجھتی ہے کہ نو ماہ کی کوشش اور احتیاط اور پابندیوں کے اُٹھا لینے کے بعد وہ ایک زندہ اور صحت مند اور خوبصورت اور عمر پانے والا بچہ جنے گی تو وہ احمق ہے۔ معلوم ہوا جب تک

آسمان سے پھل لگنے کا حکم

نہ آئے زمین وہ پھل پیدا نہیں کیا کرتی جب تک خدا تعالیٰ کی رحمت

شامل حال نہ ہو انسانی کوششیں ناکام اور اسکی محنتیں اکارت اور اس کی احتیاطیں اور اس کی تدبیریں رائیگاں جاتی ہیں۔

پس

ہماری دُعا کا ایک پہلو

یہ ہے کہ اے ہمارے رب کریم! اے ہمارے پیار کرنیوالے خالق! ہم نے اپنی بساط کے مطابق تیرے حضور کچھ پیش کیا اور ہم اس یقین پر قائم ہیں کہ یہ تحفہ تیری ذات کے حضور پیش کرنے کے قابل تو نہیں تھا۔ تیری عظیم ہستی ہے۔ تو سارے جہان کو پیدا کرنے والا اور ان کا مالک ہے۔ ان پر تیرے حکم کا تصرف ہے۔ ان چیزوں کی تجھے ضرورت نہیں تھی۔ لیکن اے ہمارے پیارے خدا ہمیں تو تیرے فضل اور تیرے پیار کی ضرورت ہے اس پیار اور رضا کے حصول کے لئے ہم نے یہ تحفہ پیش کیا۔ اگر تو قبول کرے گا تو نتیجہ نکلے گا۔ اگر تو اسے ردّ کر دے گا۔ اگر تو ہماری قربانیوں کو ہمارے منہ پر دے مارے گا۔ تو ہماری ساری کوششیں بے نتیجہ اور بے سود ثابت ہوں گی۔

پس ہماری پہلی دعا یہ ہے کہ اے ہمارے رب کریم تو ہماری کوششوں کو قبول فرما اور ان کے وہ نتائج نکال جو ہماری خواہش اور تیری مرضی نکالنا چاہتی ہے آخر اس جماعت کو اللہ تعالیٰ نے کسی کام کے لئے پیدا کیا ہے۔ اور مہدی معہود جو

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے زیادہ پیارا روحانی فرزند

تھا۔ اسے ایک خاص مقصد کے پیش نظر مبعوث کیا ہے۔ پس خدا کی یہ بھی مرضی ہے۔ کہ ہم اس کی راہ میں قربانیاں دیں۔ اور ان میں کوئی ایسی ملاوٹ نہ کریں کہ ہماری قربانیاں ردّ کر دی جائیں۔ ہماری اپنی بھی یہی خواہش ہے کہ ہم قربانیاں دیں مگر نہیں کہہ سکتے کہ وہ اس قابل بھی ہیں کہ وہ مقبول ہو جائیں۔ لیکن ہمارا رب جب چاہے ان قربانیوں کو بھی قبول کر لیا کرتا ہے۔ جو قبول کرنے کے قابل نہیں ہوتیں۔ اس کی رحمت جوش میں آتی ہے تو

اِنَّ رَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ

کی رو سے ہر چیز پر وہ حاوی ہو جاتی ہے۔ جب اس کی بخشش جوش میں آتی ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا

کی رو سے ہر قسم کے گناہ اور غفلتوں اور سستیوں کو اللہ تعالیٰ معاف کر دیتا ہے۔ لیکن انسان اپنے زور سے کسی کام کا نتیجہ نہیں نکال سکتا۔ اس اصول اس حقیقت اور اس صداقت کو آپ ہمیشہ یاد رکھیں

پھر ہماری دعا کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ اے ہمارے رب ہم نے تیرے ہی فضل اور تیری ہی توفیق سے گذشتہ پچاس سال تک تیرے حضور حقیر قربانیاں پیش کرنے کی توفیق پائی اب تو ایسے سامان پیدا کر کہ لجنہ اماء اللہ اگلے پچاس سال بھی اپنی اجتماعی زندگی میں تیرے حضور زیادہ سے زیادہ قربانیاں پیش کرتی چلی جائے۔ تاکہ جب صد سالہ جشن منایا جائے تو اس وقت کی لجنات یا لجنہ کی ممبرات کو یہ نظر آئے کہ پہلے پچاس سالہ جشن کے بعد بھی کوئی وقفہ پیدا نہیں ہوا۔ بلکہ ایک تسلسل جاری رہا۔ یہ تسلسل ہی ہے جو ہر آن انسانی کوشش میں وسعت اور بڑھوتی پیدا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا فضل ہو تو اس کی رحمتوں کو زیادہ جذب کرتا ہے۔

پس دعا کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ اے ہمارے خدا! ہم نے تیرے حضور کچھ پیش کیا اور ہم تیرے اوپر پورا توکل رکھتے ہیں اور امید رکھتے ہیں کہ تو ہماری ان حقیر قربانیوں کو قبول کر کے ان کا نتیجہ پیدا کرے گا۔ ان کا ایک پھل پیدا کرے گا اے خدا تو ایسا ہی کر اور اے خدا تو آئندہ بھی ہمیں توفیق عطا فرما کہ ہم پہلے سے زیادہ پیار کے ساتھ تیرے

حضور قربانیاں پیش کرتے چلے جائیں

اور اے خدا تو ایسے حالات پیدا کر کہ تو ان کو قبول بھی فرمائے۔ اور ہماری کوششوں میں کوئی گند اور کوئی ملاوٹ نہ ہو۔ جس سے ہمارے اعمال اور ہماری کوششیں اور ہمارے مجاہدے اور ہماری قربانیاں اور ایثار ردّ ہو جائیں۔

غرض اللہ تعالیٰ کی حمد جو دو پہلوؤں پر مشتمل ہے۔ اور متضرعانہ دعا بھی جو دو پہلوؤں پر مشتمل ہے ان کا حسین امتزاج عید کو اور خوشی کے دن کو اور جشن کے موقعہ کو پیدا کرتا ہے۔ اگر یہ نہ ہو تو پھر جشن کیسا وہ تو میلہ ہو گیا جاؤ کچھ پکوڑے کھاؤ کچھ سڑی ہوئی مٹھائی خرید لو، بچوں کے لئے غبارے لے لو غرض اوٹ پٹانگ چیزوں پر پیسے خرچ کرو اور ہاہا۔ ہوہو کر کے بے مقصد کاموں میں وقت ضائع کر کے اپنے گھروں کو واپس آجاؤ۔ ہمارا جشن، اور ہماری خوشی کا دن

کوئی دنیوی میلہ نہیں

بلکہ ہم اس لئے خوش ہوتے ہیں کہ ہم امید رکھتے ہیں کہ ہمارا رب ہم سے خوش ہوا اور اس کی رضا کو ہم نے حاصل کیا اور خوش ہیں کہ اس کے حضور ہم نے حقیر قربانیاں پیش کرنے کی توفیق پائی۔ اور وہ مقبول قربانیاں تھیں۔ اور ہم خوش ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں توفیق عطا فرمائی۔ کہ ہم اس کے حضور ہر دو قسم کی دعائیں کریں۔ ایک دعا تو وہ ہے جو پہلی کوششوں کو مقبول بنا دیتی ہے اور ایک دعا وہ ہے کہ قبول ہو جائے تو آئندہ کوششوں کی توفیق ملتی ہے۔ اور ان کی مقبولیت کے سامان پیدا کرتی ہے۔

یہ حمد و ثنا اور متضرعانہ دعا کا حسین امتزاج ہی دراصل ہمارا جشن ہے۔ یہی ہماری عید ہے۔ یہی ہمارا خوشی کا دن ہے۔ اس دن ہم خوشیوں کی بنیادوں کو اور زیادہ مضبوط کرتے ہیں۔ ہم اپنی کوششوں کے سامانوں کو اور وسیع کرتے ہیں۔ ہم نہ صرف اپنی مسرت بلکہ آنے والی نسلوں کی مسرت کے سامان پیدا کرتے ہیں۔ پس آج کا دن خوشی کا دن ہے۔ آپ بھی خوش ہیں اور میں بھی خوش ہوں۔ اور میں اتنا خوش ہوں کہ باوجود تکلیف کے میں یہاں آگیا ہوں۔ صبح سے میری طبیعت ٹھیک نہیں تھی اور بعض اوقات تو مجھے یہ شبہ ہوتا تھا کہ شاید میں آپ کے اجتماع میں نہیں آسکوں گا۔ لیکن خون کے دباؤ میں کمی اور جسمانی کمزوریوں کو اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور اس کے پیار کی حرارت نے دور کر دیا۔ اور اس کے فضل سے مجھے یہاں آنے کی توفیق مل گئی۔

دوسری بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ

پچاس سالہ جشن ہماری راہ کا ایک موڑ ہے

ایک اچھا موٹر ڈرائیور اپنی لین (LANE) میں رہتا ہے۔ سڑک کے بائیں طرف بڑی احتیاط سے موٹر چلاتا ہے۔ بڑا محتاط ہے۔ جہاں تیز کرنا ہوتا ہے وہاں تیز کر دیتا ہے اور جہاں آہستہ کرنی ہوتی ہے وہاں پوری احتیاط سے آہستہ کر دیتا ہے۔ اور سڑک سیدھی ہو تو سیدھا چلا جا رہا ہوتا ہے۔ اسی طرح گذشتہ پچاس سال کے عرصہ کو آپ یوں سمجھ لیں کہ ایک سیدھی سڑک تھی جس پر اللہ تعالیٰ کے فضل کے ڈرائیور نے آپ کو سیدھی راہ پر رکھا۔ اور آپ اپنی کوششوں کو صراط مستقیم پر مسلسل قائم رکھتی چلی گئیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کی یہ کوشش بالآخر ثمر آور ہوئی اللہ تعالیٰ کی رحمت کو ہم نے اپنی زندگیوں میں مشاہدہ کیا اور ہم بڑے خوش ہیں۔ لیکن یہی ڈرائیور جب پچاس میل چلنے کے بعد ایک ایسی جگہ پہنچتا ہے۔ جہاں سے سڑک دائیں جانب کو مڑتی ہے۔ تو وہ اس وقت دائیں جانب کو مڑ جاتا ہے۔ ایسے وقت میں ڈرائیور اچھا نہیں ہوگا اگر وہ دائیں نہ مڑے اور کہے میں تو سیدھا چلوں گا۔ ایسا ڈرائیور خود بھی مرے گا۔ اور اپنے ساتھیوں کو بھی مار ڈالے گا۔ لیکن اچھا ڈرائیور سڑک کے دائیں طرف مڑنے کے ساتھ خود بھی دائیں طرف مڑ جاتا ہے۔

پس لجنہ کی تاریخ کے پچاس سال گذر گئے اس عرصہ میں کچھ موڑ بھی آئے کچھ ٹیڑھا ترچھا راستہ بھی تھا۔ کچھ تکالیف بھی پیش آئیں۔ لیکن ایک بنیادی حقیقت تھی جو قائم رہی بدلی نہیں اور وہ تھی تمہاری قربانیاں اور وہ تھا سیدھا راستہ اور صراط مستقیم پر قائم رہنے والوں اور استقامت دکھانے والوں پر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت کا نزول

چنانچہ پچاس سال کے بعد آج جس دنیا میں ہم خود کو پاتے ہیں وہ دنیا اس

دنیا سے مختلف ہے جسے ۲۵؍دسمبر ۱۹۶۲ء کو لجنات کی چودہ ممبرات نے دیکھا تھا

دنیا بدل گئی ہر لحاظ سے بدل گئی

اس وقت لجنہ کے کام کو چلانے کے لئے چودہ ممبرات کافی تھیں۔ مگر اب آپکی رپورٹ یوں بتایا گیا ہے کہ ۵۴۴ لجنات کی مجالس صرف پاکستان میں لجنہ کی تنظیم چلا رہی ہیں اگر ہر مجلس کی تین عہدیدار سمجھی جائیں۔ (بعض جگہ زیادہ بھی ہوں گی) لیکن اگر اوسطاً تین عہدیدار بھی سمجھ لی جائیں تو آج ۱۴ کی ضرورت نہیں بلکہ ..۱۴ سے زیادہ کی ضرورت ہے۔ اور اگر اس سے زیادہ ہیں یعنی ہر مجلس کی چھ عہدیدار ہیں تو ۲۸۰۰ کی ضرورت ہے۔ گویا دنیا بدل گئی۔ ہم یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ اس وقت اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کو ہم نے اپنے ابتدائی ارتقائی دور میں دیکھا۔ ارتقا تو ایک مسلسل عمل ہے۔ جو انسانی عمل اور اس کی ذہنی تربیت میں رونما ہوتا ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر انسان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا سلوک مختلف ہے۔ اسی طرح اجتماعی زندگی میں ہر روز اللہ تعالیٰ کا سلوک مختلف ہوتا ہے۔

پس آج کی دنیا وہ دنیا نہیں رہی جس میں لجنہ کی تنظیم قائم ہوئی تھی ۱۹۲۲ء میں مجھے اچھی طرح یاد نہیں ہے کیونکہ اس وقت میری عمر ۱۳ سال تھی۔ اور اماں جان حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کے ساتھ ہی میں لگا رہتا تھا ویسے تو بعض بچے آٹھ سال کی عمر میں آزاد ہو جاتے ہیں لیکن میں آزاد نہیں ہوا تھا اس میں بھی اللہ تعالیٰ کی کوئی حکمت تھی۔ ۱۹۲۴ء کا زمانہ جس میں میری والدہ محترمہ امۃ الحی صاحبہ کی وفات ہوئی۔ گو انکی آخری لمحات کے کچھ حصے میرے ذہن نے محفوظ رکھے ہوئے ہیں۔ لیکن زیادہ علم نہیں ہے اس وقت اور اس کے چند سال بعد جس وقت

ہم مدرسہ احمدیہ میں پڑھا کرتے تھے

(ہم سے مراد میرے دوست اور ساتھی ہیں یعنی ۲۸-۱۹۲۷ء میں قادیان کا جو ماحول تھا۔ اور اس کے جو حالات تھے جنہیں ایک بچہ ذہن نے یاد رکھا ہے۔ وہ آج کے حالات سے کم از کم ایک ہزار گنا مختلف ہیں۔ پھر خلافت ثانیہ کی جوبلی آئی وہ بھی دراصل جماعت کا ایک موڑ تھا۔ کیونکہ ۱۹۳۹ء کے جلسہ سالانہ پر یکدم دس پندرہ ہزار افراد کی زیادتی ہو گئی۔ مجھے وہ جلسے بھی یاد ہیں جن میں سارے جلسہ کے مہمان جو کھانا کھانے والے تھے ان کی تعداد بارہ تیرہ ہزار ہوا کرتی تھی۔ مگر اب خدا کے فضل سے کھانا کھانے والوں کی تعداد ستر ہزار تک اور مہمانوں کی تعداد ایک لاکھ تک پہنچ گئی ہے۔ اب کچھ مہمان باہر بھی کھانا کھاتے ہیں۔ لیکن اس زمانہ میں قریباً سارے مہمان لنگر کا کھانا کھایا کرتے تھے۔ پس اس وقت وہ مہمانوں کی صحیح تعداد سمجھی جاتی تھی جو کھانے کی پرچی کے لحاظ سے تھی۔ اور مہمانوں کی صحیح تعداد آج وہ نہیں جو آج کھانے کی پرچی ہے۔ اس وقت بارہ تیرہ ہزار کی تعداد میں مہمان ہوتے تھے آج کل کا بیس سالہ جوان کہے گا۔ بھلا بارہ تیرہ ہزار کو کھانا کھلانا یہ بھی کوئی انتظام ہے۔ اور اس وقت خود میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور میرے ذہن نے یاد رکھا کہ بعض دفعہ رات کے گیارہ بج جاتے تھے۔ اور ہم مہمانوں کو کھانا کھلانے کے قابل نہیں ہوتے تھے۔ مگر انتظام آہستہ آہستہ ترقی کرتا ہے۔ انسان کو درجہ بدرجہ تجربہ حاصل ہوتا ہے وہ ارتقائی ادوار میں سے گذر کر ہی انتظامیہ میں کسی واضح لائحہ عمل کو اختیار کر پاتا ہے۔

چنانچہ آج سے کوئی آٹھ نو سال پہلے جس وقت کوئی پچاس ساٹھ ہزار مہمانوں کو کھانا کھلاتے تھے اور میں افسر جلسہ سالانہ تھا۔ تو لائل پور کی ایک جماعت نے ٹھیک آٹھ بجے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں میری یہ شکایت کی کہ آٹھ بج گئے ہیں اور ہمیں ابھی تک کھانا نہیں ملا۔ میں بڑا خوش ہوا۔ میرے سامنے وہ پرانے واقعات آ گئے۔ کہ کجا وہ زمانہ کہ رات کے گیارہ بج جاتے تھے۔ اور ہم کھانا کھلانے سے فارغ نہیں ہوتے تھے یا اب خدا کے فضل سے یہ زمانہ آ گیا کہ اس سے پانچ چھ گنا زیادہ کھانا کھانے والوں کی تعداد ہے اور آٹھ بجے ہی مہمانوں کو یہ احساس ہو گیا کہ ہماری تنظیم کے اندر کوئی خرابی پیدا ہو گئی ہے۔ کہ جس کی وجہ سے ہمیں کھانا نہیں ملا۔ حالانکہ اس وقت رات کے گیارہ بج جاتے تھے اور مہمانوں کو یہ احساس پیدا نہیں ہوتا تھا کہ دیر ہو گئی ہے۔ عجیب ہنگامہ تھا اور لطف آتا تھا جو آج کے جلسہ سالانہ کے کارکن کو نہیں آتا۔ غرض

اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحمت کے نظارے

دیکھنے میں آتے ہیں۔ چنانچہ زمانہ بدل گیا۔ اس وقت آپ (عورتوں) کا چھوٹا سا اسکول تھا۔ اور اسی رپورٹ میں ہے۔ کہ ۱۹۲۵ء میں اس اسکول کی نگرانی لجنہ اماء اللہ کے سپرد کی گئی۔ جس میں چند ایک استانیوں کی ضرورت تھی۔ مگر اب آپ نے دنیا میں گھر گھر اسکول کھول دیئے۔ کوئی اسکول رجسٹرڈ ہے۔ کسی میں آپ نے تعلیم القرآن کلاس کھول رکھی ہے کہیں تعلیم بالغان کی مہم جاری ہے غرض آپ نے بہت سے اسکول کھول دیئے بہت ساری جگہوں میں کھل گئے ہیں۔ اور بہت ساری جگہوں پر کھلنے چاہئیں۔ مگر اس وقت یہ حال تھا۔ اور شوریٰ میں ہونے والی وہ بحث مجھے ابھی تک یاد ہے کہ تین تین مہینے کارکنان کو تنخواہیں نہیں ملتیں۔ حالانکہ اس وقت تھوڑے سے کارکن ہوا کرتے تھے۔ مالی لحاظ سے اللہ تعالیٰ نے اتنا فرق ڈال دیا ہے کہ میں سمجھتا ہوں کہ میرے ہوش میں ایسا زمانہ تھا کہ ساری انجمن کے کارکنان کا بل اس سے کم ہی بنتا ہوگا جتنا اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج ہم مرکز میں خاص موقعوں پر بطور مدد تقسیم کر دیتے ہیں۔ مثلاً پچھلے مہینے میں ربوہ میں کارکنان کو ان کے گذاروں کے علاوہ (ہم ان کو تنخواہ تو نہیں کہہ سکتے کیونکہ بڑے اخلاص کے ساتھ وقف کیا ہوا ہے۔ جنہوں نے وقف نہیں کیا وہ بھی ایک لحاظ سے واقفین ہی ہیں) ان کو ان کے گذاروں کے علاوہ

ایک لاکھ سے اوپر رقم تقسیم کر دی

اور ہمیں پتہ بھی نہیں لگا۔ اور کجا وہ زمانہ کہ شوریٰ میں یہ بحث ہو رہی ہے کہ کارکنان کو تنخواہ دیر سے ملنے کی وجہ یہ ہے کہ احباب چندہ نہیں دیتے یا چندے وصول ہوتے ہیں تو جلد مرکز میں نہیں آتے۔ اس لئے تین تین مہینے گذر جاتے ہیں اور کارکنان کو تنخواہیں نہیں ملتیں اب مثلاً میں نے پچھلے جمعہ میں کہا تھا کہ گو حکومت نے استانیوں کو تنخواہیں دے دی ہیں۔ لیکن سکول کے اساتذہ کو ابھی تک تنخواہیں نہیں ملیں۔ میں اسے اعتراض کے رنگ میں نہیں لیتا بلکہ ایک واقعہ بتا رہا ہوں۔ ابھی حکومت کا یہ نیا نیا انتظام ہے اس لئے میں یہ کہہ رہا ہوں کہ انہوں نے بہت بڑا کام اپنے ذمہ لیا ہے۔ اور اس کے سنبھلنے میں کچھ دیر تو ضرور لگے گی۔ بہرحال ہمیں دعا کرنی چاہیئے۔ کہ وہ اس کام کو جلد سنبھال لیں یا ربوہ میں جو ہمارے اسکول اور کالج ہیں۔ وہ ہمیں واپس دے دیں باقی کے لئے اللہ تعالیٰ انہیں توفیق دے کہ وہ ہی سنبھال لیں۔

پس زمانہ بدل گیا اس زمانہ میں جس میں لجنہ اماء اللہ کی تنظیم قائم ہوئی یعنی ۱۹۲۲ء میں میرے خیال میں قادیان میں گنتی کی چند عورتیں ہوں گی۔ جو لپ اسٹک (LIFSTICK) لگاتی ہوں گی۔ اور آج یہ حال ہے کہ گنتی کی عورتیں ہوں گی جو لپ اسٹک نہیں لگاتی ہوں گی۔ غرض وہ زمانہ کچھ اور تھا اب کچھ اور زمانہ آ گیا ہے۔ پہلے مثلاً بے پردگی کا کوئی سوال ہی نہیں تھا۔ مگر اب ایسے خاندان ہیں جن کی عورتیں پردہ نہیں کرتیں۔ گو ہیں تو چند گنتی کے خاندان لیکن اتنے ہو گئے ہیں کہ جماعتیں ان کے خلاف تادیبی کارروائی کا مطالبہ کرتی ہیں۔ میں ایک دفعہ کسی جگہ گیا ہوا تھا۔ دوستوں نے کہا کہ بڑی تباہی آ گئی ہے۔ میں نے پوچھا کیا تباہی آ گئی ہے۔ کہنے لگے عورتیں بے پردہ ہو گئی ہیں۔ میں نے سمجھا کہ اگر کوئی دلیل دی تو ان کی سمجھ میں یہ بات نہیں آئے گی۔ میں نے ان سے کہا تم ایسی عورتوں کی فہرست بنا کر دو جو بے پردہ ہوئی ہیں۔ فہرست بن کر آئی تو اس میں دس بارہ عورتوں سے زیادہ نہیں تھیں۔ لیکن میں بڑا [illegible] ہوا کہ ہماری جماعت ایک چھوٹا سا غلط کام بھی برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں ہے اور نہ ہمیں ایسا ہونا چاہیئے آپ کا یعنی لجنہ کا جو پچھلے سال اجتماع ہوا تھا میں اس وقت سے سوچ رہا ہوں اور دعائیں کر رہا ہوں کہ جو پندرہ بیس یا سو دو سو ایسے خاندان ہیں۔ جو اسلامی احکام کی پابندی نہیں کرتے خواہ کوئی ہو۔ بڑا ہو یا چھوٹا ان کو جماعت سے خارج کر دیا جائے لیکن اس کے لئے

دعاؤں کی ضرورت ہے

انسان اللہ تعالیٰ ہی سے ہدایت حاصل کرتا ہے۔ اس کے لئے بڑے غور و فکر کی ضرورت ہے۔ ہوسکتا ہے ہم ایسے خاندان کے اخراج کا فیصلہ کریں جس کو بغیر اخراج کے سنبھالا جاسکتا ہو۔ ہماری پہلی کوشش تو سنبھالنے کی ہونی چاہیئے۔ اور اصلاح کرنے کی ہونی چاہیئے۔ کسی کے ساتھ ہماری کوئی دشمنی ہے۔ نہ کسی کے خلاف غصہ ہے۔ پہلے ان کی اصلاح کی کوشش ہمارا فرض ہے۔ پس آج میں نے ہنسی ہنسی میں آپ کو متنبہ کر دیا ہے۔ تاکہ کل آپ کو یہ شکایت نہ ہو کہ آپ ہمیں کہتے تو ہم اپنی اصلاح کرلیتیں۔ تم پردہ کرو اور اس کے لئے میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ برقع پہنو کیونکہ قرآن کریم نے برقع کا حکم نہیں دیا۔ لیکن

میں یہ کہتا ہوں کہ پردہ کرو

تم جو زینت اپنے باپ اور خسر کے سامنے ظاہر کر سکتی ہو وہ غیر مرد کے سامنے ظاہر نہ کرو۔ لوگوں نے ایک عجیب احمقانہ مسئلہ بنا لیا ہے کہ چہرے کا پردہ ہے یا نہیں؟ قرآن کریم یہ کہتا ہے کہ جو زینت تم اپنے محرم کے سامنے ظاہر کرتی ہو۔ وہ غیر محرم کے سامنے ظاہر نہ کرو۔ محرموں میں مثلاً باپ ہے اور خسر ہے (ویسے تو قرآن کریم نے محرم رشتہ داروں کی لمبی فہرست دی ہے لیکن میں آپ کو سمجھانے کے لئے صرف دو کو لیتا ہوں)۔ اب کون سی جوان عورت ہے۔ جو اپنے باپ اور خسر کے سامنے ننگے سر بے حیائی سے بیٹھ جاتی ہے۔ تم اپنے باپ اور خسر کے سامنے کیا ظاہر کرتی ہو۔ ظاہر ہے تم ان کے سامنے اپنا چہرہ ہی ننگا رکھتی ہو۔ پس اگر باپ اور خسر کے سامنے صرف چہرہ ہی ظاہر کرتی ہو یا بغیر دستانوں کے ان کے سامنے نہیں آتی ہو تو عقل بھی یہی کہتی ہے کہ

غیر محرم کے سامنے چہرہ ڈھانپنا

پڑے گا۔ یہ ایک بڑی واضح بات ہے۔ بڑی کھلی بات ہے۔ اس میں کوئی پیچیدگی نہیں ہے یہ کوئی الجھا ہوا مسئلہ نہیں ہے۔ قرآن کریم نے کہا ہے کہ وہ زینت جو اپنے محرموں مثلاً باپ اور خسر کے سامنے ظاہر کرتی ہو وہ تم نے غیر محرم کے سامنے ظاہر نہیں کرنی یہ قرآن کریم کا حکم ہے۔ تمہیں اس کی پابندی کرنی چاہیئے۔ کیا تم کو غیر ممالک میں بسنے والے ان لوگوں کی نقل کرنی ہے جنہوں نے پاکستان میں عورتوں کی مجموعی آبادی سے زیادہ ناجائز بچے جنے ہیں۔ پاکستان کی باعصمت آبادی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے گو ہر جگہ کوئی نہ کوئی گند ہوتا ہے۔ لیکن پاکستان میں نہ ہونے کے برابر ہے۔ مگر پاکستان میں عورتوں کی جتنی تعداد ہے پچھلے دس سال میں امریکہ میں اس سے زیادہ ناجائز بچے پیدا ہوئے ہیں۔ اگر تم نے اپنی عصمت اور عزت کی ویسی حفاظت کرنی ہے۔ جو خدا کی نگاہ میں اور اس کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ میں اور اس کے بندوں کی نگاہ میں ہے۔ تو پھر تمہیں قرآن کریم کی تعلیم پر عمل کرنا پڑے گا۔ اگر تم نے کتوں کی طرح زندگی گذارنی ہے۔ تو پھر تمہاری مرضی۔ لیکن اگر تم نے اس دنیا میں انسان بن کر رہنا ہے اور یقیناً انسان بن کر رہنا ہے تو پھر تمہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کے ساتھ چمٹ کر زندگی گذارنی پڑے گی۔

جیسا کہ میں نے بتایا ہے اب ہم اپنی حرکت میں جو حصول مقصد یعنی

اسلام کے عالمگیر غلبہ کے لئے

جاری ہے اس میں ہم ایک لمحہ کے لئے بھی رک نہیں سکتے۔ تاہم جو مقصد ہوتا ہے۔ اس کی منازل ہی اسلام کو ملتی ہیں وہ آخری منزل پر تو کبھی نہیں پہنچ پاتا۔ کیونکہ بندہ اور خدا کے درمیان بڑے فاصلے ہیں۔ مرنے کے بعد بھی ترقی کی راہیں تو ہیں۔ لیکن امتحان کے لئے وہاں حال نہیں بنائے گئے۔ غرض گذشتہ پچاس سال میں ہم نے جو منزلیں طے کرنی تھیں۔ وہ طے کر لیں۔ اب بدلے ہوئے حالات میں ہمیں نیا پروگرام سوچنا پڑیگا کچھ باتیں میں اس وقت اشارۃً بتادوں گا اور کچھ باتیں بعد میں سامنے آتی رہیں گی۔ کچھ لجنہ خود سوچے اور اپنی تجاویز میرے پاس بھجوائے۔ چونکہ حالات بدل گئے ہیں۔ اس لئے بنیادی طور پر جس بات کے متعلق ہمیں سوچنا چاہیئے۔ وہ یہ ہے کہ پہلے ہمارا مقابلہ اس معاند اسلام کے ساتھ تھا۔ جو اہل کتاب تھا۔ یعنی مذہب کا پابند تھا۔ یا کم از کم اس پر مذہب کا لیبل لگا ہوا تھا گو اس میں بعض دہریہ بھی تھے۔ لیکن وہ چھپے ہوئے تھے۔ صرف ظاہرا مذہب کا نام لیتے گویا وہ دہریہ تھے۔ مگو عیسائی کہلاتے تھے۔ وہ دہریہ تھے مگر یہودی کہلاتے تھے جب ان سے بات کی جاتی۔ تو کہتے کہ تمہیں کس نے کہا ہے کہ ہم خدا کو نہیں مانتے۔ غرض ان کے ساتھ ہمارا مقابلہ تھا اور ہماری APPROACH اور ہمارا طریق کار اور ہمارا پیغام دینی معقول اور مبنی بر صداقت تھا مثلاً ہم ان کو دلیل یوں دیتے تھے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کتاب کے ان حصوں سے جن میں عیسائی اور یہودی اب تک تحریف و تبدیل کرنے میں کامیاب نہیں ہوئے (اللہ تعالیٰ نے بائیبل کے ایسے حصے محفوظ رکھے ہیں جو ہمارے کام آتے ہیں) غرض ہم ان کو مذہبی رنگ کی دلیلیں دیتے تھے۔ اور جو شخص چھپا ہوا دہریہ ہوتا تھا اس کو بھی ہم بظاہر قائل کر سکتے تھے۔ لیکن اب صورتِ حال یہ ہے کہ دنیا کا نصف سے زیادہ حصہ عملاً دہریہ ہو چکا ہے۔ بلکہ

کھلم کھلا خدا کی ہستی کا انکار کرتا ہے

نہ صرف یہ کہ خدا کا انکار کرتا ہے۔ بلکہ یہ اعلان بھی کرتا ہے کہ ہم ایسی فوج تیار کریں گے جو خدا کے نام کو اس کرہ ارض سے اور اس کے وجود کو آسمان سے مٹا دے گی۔ گویا اس قسم کی فوج کے قیام سے انہوں نے خدا سے باقاعدہ لڑائی کا اعلان کر دیا ہے۔ ان کو دنیا کے ایک حصہ پر سیاسی اقتدار مل گیا ان کا اثر و رسوخ بڑھ گیا۔ دنیوی لحاظ سے اللہ تعالیٰ کے طبعی قوانین کے مطابق انہوں نے ترقی کی۔ اور اب ہمارا ان کے ساتھ مقابلہ ہے۔ اس لئے اب ہمیں ان لوگوں تک

اسلام کی تبلیغ پہنچانے کی صحیح راہیں

اختیار کرنی پڑیں گی اور مؤثر دلائل کا ایک نیا ذخیرہ اکٹھا کرنا پڑے گا۔ ان میں سے ایک راہ یہ ہے کہ ہم نے عاجزانہ دعاؤں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے نشانوں کو پاکر اور اللہ تعالیٰ ہی کی تائید سے آسمانی نشانوں کے ہتھیار کے ساتھ ایک بڑا زبردست مجاہدہ کرنا ہے کیونکہ دہریت کے مقابلہ میں عقلی دلیل اس لئے کامیاب نہیں ہوتی کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو ایسی عقل دی ہے کہ وہ غلط بات کے لئے بھی تسلی پا لینے والی دلیلیں ایجاد کرلیتا ہے۔ وہ کہتا ہے دیکھو یہ دلیل ہے وہ دلیل ہے وہ اسے بزعم خود تسلی کا ذریعہ بنا لیتا ہے۔ لیکن دنیا کی کوئی عقل معجزہ کو جھوٹا ثابت کرنے کی طاقت نہیں رکھتی ایک دفعہ ربوہ میں ایک بڑا کٹر دہریہ روسی سائنسدان آیا تھا۔ میں نے آہستہ آہستہ اپنے رنگ میں اس کے کان میں یہ بات ڈالی کہ دیکھو ابھی لینن کے دماغ میں یہ سکیم نہیں آئی تھی۔ کہ وہ روس میں ایک اشتراکی انقلاب بپا کرے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے الہاماً بتا دیا تھا کہ زار روس کی حکومت بدل جائے گی اور اس کی جگہ دوسری حکومت قائم ہوگی۔ چنانچہ لینن کا اپنے ساتھیوں کے ساتھ سر جوڑنے اور مشورہ کرنے سے چند ہفتے پہلے حضرت مسیح موعود کو الہاماً بتایا گیا تھا کہ

زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحال زار

اس ضمن میں بعض اور باتیں بھی میں اس کے کان میں ڈالتا رہا۔ اور اس پر بہت اثر ہوا۔ پس خدا تعالیٰ کا آسمانی نشان عقلی دلائل سے کم نہیں کیا جاسکتا۔ اس کی روشنی کو کم نہیں کیا جاسکتا۔ اور تائید آسمانی کے حصول کے لئے آپ نے کوشش کرنی ہے۔ دعاؤں میں زیادہ انہماک اختیار کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے زیادہ پیار کی ضرورت ہے۔ آپ اس کے پیار کے جلوے دیکھیں گی تو اپنے نفسوں میں یہ محسوس کریں گی کہ یہ کوئی مہنگا سودا نہیں اس دنیا کی خوشیاں بالکل عارضی ہیں۔ آپ ان کی طرف توجہ نہ کریں قرآن کریم کی دائمی صداقت کو مضبوطی سے پکڑیں تاکہ آپ کو اللہ تعالیٰ کی دائمی رضا حاصل ہو اور آپ دائمی جنت کو پالیں وہ جنت جس کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے۔ اسی دنیا سے شروع ہوتی ہے۔ یہ کوئی ادھار کا سودا نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ اپنے رضا کی جنتوں کی اس دنیا میں تسلی دیتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ بعض دفعہ میں نے تکیہ پر سر رکھا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے تسلی دینی شروع کی اور صبح تک جب تک میں نے سر نہیں اٹھایا

خدا تعالیٰ مجھے تسلیاں دیتا رہا

کہ تو اپنے مقصد یعنی احیائے شریعت اور غلبہ اسلام میں کامیاب ہوگا۔ کیا کبھی ماں نے اپنے بچے سے ایسا پیار کیا ہے یا باپ نے اپنے بچے کو ایسی محبت دی ہے ہمارا خدا ماں باپ سے زیادہ پیار کرنے والا ہے۔ آپ بھی مخلصانہ زندگی اختیار کریں اور مخلصانہ رنگ میں اس کے حضور کچھ پیش کریں گی تو اس کی رضا کو پالیں گی حصول ثواب کے دروازے آپ پر بند نہیں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی مرد نیکی کرے گا تو وہ اس کی جزاء پائیگا۔ اور اگر کوئی عورت نیکی کرے گی تو وہ بھی اس کی جزاء کو پائے گی۔ اس کی مثال میں پہلے دے چکا ہوں اور بھی سینکڑوں بلکہ ہزاروں مثالیں موجود ہیں کہ خدا تعالیٰ کے پیار کے جلوے دیکھنے میں عورتیں برابر کی شریک تھیں۔ ہماری اجتماعی زندگی میں جس میں مرد اور عورتیں سارے شامل ہیں۔ ہر سال ہزار ہا معجزے جماعت دیکھتی ہے جو مختلف رنگوں کے ہوتے ہیں۔ مثلاً خدا تعالیٰ دعاؤں کے نتیجہ میں ایک عورت کو بیس بائیس ۲۲ سال شادی کے بعد بچہ عطا کر دیتا ہے بیماریوں کو دور کر دیتا ہے۔

ایک سکھ نے مشرقی افریقہ سے

مجھے لکھنا شروع کیا کہ مجھے ایک ایسی بیماری ہے۔ جسے ڈاکٹروں نے لاعلاج قرار دے دیا ہے مجھے پتہ لگا ہے (کوئی احمدی اس کا دوست تھا) کہ آپ کی دعائیں قبول ہوتی ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کے حق میں دعا قبول ہوئی۔ ویسے قبولیت دعا کے شرائط ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے ہم تو عاجز بندے ہیں کوئی شخص اللہ تعالیٰ سے زبردستی کوئی چیز نہیں منوا سکتا میں نے سنا ہے کہ ربوہ میں بھی دو تین عورتیں کہتی ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ سے بھی زیادہ زبردست ہیں۔ اور وہ نعوذ باللہ ہمارے دروازے پر حاضر رہتا ہے۔ میرے نزدیک ایسی عورت احمدی نہیں ہے وہ شیطان کی سہیلی ہے وہ شیطان کے پاس جائے ربوہ میں کیا کر رہی ہے۔ ہمیں ایسے "بزرگ مرد" اور ایسی "بزرگ عورتوں" کی ضرورت نہیں ہمیں تو وہ مرد اور عورتیں چاہئیں جو عاجزانہ راہوں کو اختیار کر کے اللہ تعالیٰ کے آستانہ پر گرے رہیں اور یہ سمجھیں کہ ان کا کوئی حق اپنے معبود، اپنے خالق، اور اپنے رب پر نہیں

دُعا کو قبول کرنا اس کا احسان ہے

جب وہ احسان کرنا چاہے احسان کر دے تم اس پر کیا حق جتاؤ گی۔ پس ایسی عورتیں اور ایسے مرد عقل سے کام لیں اور مذہب کو مذاق اور تمسخر کا نشانہ نہ بنائیں

غرض ان اقوام (یعنی کمیونسٹوں اور سوشلسٹوں کو معجزات دکھانے کے لئے تمہیں اپنے اوپر فنا کا جبہ پہننا پڑے گا۔ تمہیں فنا کی چادر اوڑھنی پڑے گی۔ تب جا کر اللہ تعالیٰ تمہارے وجود میں اپنے نور کے جلوے ظاہر کرے گا۔ تمہیں فخر و کبر و غرور کی ضرورت نہیں۔ غرض جب اللہ تعالیٰ کے تائیدی نشانات ہمارے شامل حال ہوں گے تب ان قوموں کو ہم تبلیغ کر سکیں گے۔

پس ایک تو میں آپ کو ہدایت کرتا ہوں کہ

آپ تہجد کی نماز کی طرف زیادہ توجہ دیں

لجنات کی تاریخ کے اس نئے موڑ پر ایک تو یہ پروگرام ہے پھر اخرجت للناس کی تشریح میں میں نے کل انصار اللہ کے اجتماع میں اپنے بزرگوں، بھائیوں، اور بچوں کو یہ کہا تھا کہ اس آیہ کریمہ میں آپ کو ایک عظیم پیغام دیا گیا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ تمہاری زندگیوں کی ہر قسم کی کوشش اور مجاہدات کا دائرہ [illegible] نوع انسان عوام الناس [illegible] حدود تک پہنچنا چاہیئے اس سے ورے نہیں رہنا چاہیئے ایک [illegible] مسلمان کو یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ صرف اس کا اپنا نفس نہیں صرف اس کا خاندان اس کے بیوی بچے نہیں یا دوسرے رشتہ دار نہیں یا دوست نہیں یا قبیلہ بھی نہیں یا شہر یا ملک بھی نہیں بلکہ اس کی جو کوشش اور محنت ہے اور خدمت کے لئے اس کا جو جد و جہد ہے اور نیکی پھیلانے کیلئے اس کی جو [illegible] اس کی حدود عوام الناس کی سرحدوں تک پہنچنی چاہئیں۔ یعنی افریقہ

عوام تک بھی، افریقن عوام تک بھی، فجی، آسٹریلیا، نیوزی لینڈ اور دوسرے جزائر کے عوام الناس تک بھی۔ انڈونیشیا یعنی جاوا، سماٹرا اور ملائشیا، فلپائن کے عوام الناس میں انکی ضرورتوں اور حاجتوں تک بھی آپ نے اپنی کوششوں کا دائرہ بڑھانا ہے اس لئے آپ اپنے روحانی اثر و رسوخ، اپنی خدمت کا حلقہ وسیع کرنے کی کوشش کریں۔

پس موجودہ حالات کا تقاضہ یہ ہے کہ آپ آرام سے نہ بیٹھیں۔ تنظیمی لحاظ سے جو مضبوط بنیاد قائم ہو گئی ہے۔ اس بنیاد کے اُٹھانے میں

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے ذاتی اثر اور راہنمائی

کا بہت بڑا حصہ ہے۔ آپ نے اپنی والدہ محترمہ حضرت ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اس کام پر لگایا۔ پھر آپ نے اپنی بیویوں کو اور خاندان کی دوسری مستورات کو تنظیمی ذمہ داریاں سونپیں۔ ایک کے بعد دوسری صدر، اور سیکرٹری لجنہ اماء اللہ بنتی رہیں۔ بہر حال صدر تو خاندان کی کوئی نہ کوئی عورت بنتی رہی اور ایسا ہونا بھی چاہیئے تھا۔ کیونکہ آپ عورتوں کی تعلیم و تربیت کے لئے ہدایات دینا چاہتے تھے۔ اور اس غرض کے لئے وہی صدر ہونی چاہیئے تھی جو ہر وقت آپکی ہدایات حاصل کر سکے اور آپ کی راہنمائی میں اس تنظیم کو چلا سکے۔

پس بنیاد تو بڑی مضبوط بن گئی مگر اس کے اوپر نئی منازل بنائے بغیر ہم اس بنیاد کو قائم و دائم نہیں رکھ سکتے۔ اگر اس کے اوپر نئی منازل نہ بنیں تو بڑا ظلم ہوگا۔ پھر تو گویا پچاس سالہ کوششوں کے بعد آپ کا اپنا عمل اس کو برباد کرنے اور مٹی میں ملانے کا باعث ہوگا۔ اس بنیاد کی جو روح ہے وہ بلندی کے لئے تڑپ رہی ہے۔ پس روح کی اس تڑپ کے پیش نظر آپ کو پہلے ایک منزل بنانی پڑے گی پھر دوسری منزل بنانی پڑے گی پھر تیسری منزل بنانی پڑے گی۔ علیٰ ہذا القیاس ان منازل کی کوئی انتہا نہیں ہے

دوسرے لجنہ کی جو پچھلی تاریخ ہے اس میں بعض باتیں نمایاں ہو کر سامنے آئی ہیں۔ اس وقت چونکہ وقت زیادہ ہو گیا ہے اس لئے میں تفصیل میں نہیں جا سکتا۔ صرف چند مثالیں دینے پر اکتفا کروں گا اگرچہ رپورٹ کے مطابق پاکستان میں مجالس لجنہ اماء اللہ کی تعداد ۵۴۶ ہے۔ لیکن کل کی رپورٹ کے مطابق ۱۲۳ مجالس اس اجتماع میں شامل ہوئی ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ ۴۲۳ مجالس ایسی ہیں جن کی کوئی نمائندہ اس اجتماع میں شامل نہیں ہوئی۔ جس سے میں یہ نتیجہ نکالتا ہوں کہ جہاں بعض لجنات بہت اچھا کام کر رہی ہیں (اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔) وہاں بعض لجنات ایسی ہیں جو عورتوں کی تعلیم و تربیت کے سلسلہ میں اچھا کام نہیں کر رہیں۔ اور اپنے عمل سے خود کو نیم مردہ ثابت کر رہی ہیں۔ (میں مردہ اس لئے نہیں کہتا کہ جماعت احمدیہ کی کوئی تنظیم مردہ نہیں ہوا کرتی۔ وہ نیم مردہ ہیں) ان کے اندر زندگی کی نئی روح دوڑانا، اور ان کو بیدار کرنا ان کے اندر

کام کرنے کا شوق پیدا کرنا

یہ ہمارا (یعنی لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کا) کام ہے۔

چنانچہ ایک وقت میں خدام الاحمدیہ کی تنظیم کا بھی یہی حال تھا۔ مگر گذشتہ مہینے ان کا جو اجتماع ہوا ہے۔ اس میں ۵۲۷ مجالس کی نمائندگی تھی۔ اس کے مقابلہ میں لجنہ کی نمائندگی صرف ۱۲۳ مجالس کی ہے کل سے انصار اللہ کا اجتماع بھی شروع ہے۔ ابتدائی رپورٹ میں ۴۱۰ مجالس کی شمولیت بتائی گئی ہے۔ لیکن یہ آخری رپورٹ نہیں آج صحیح پتہ چلے گا۔

پس یہ کیفیت کہ لجنہ کی بعض مجالس تو بڑی ACTIVE ایکٹو یعنی بہت کام کرنے والی ہیں۔ انہوں نے قربانیاں دے کر نہ صرف اپنی تنظیم کو زندہ رکھا بلکہ اس کو آگے سے آگے بڑھایا ہے۔ مگر لجنہ کی بعض مجالس ایسی بھی ہیں جو کچھ کام تو کرتی ہیں۔ لیکن اتنا کام نہیں کرتیں کہ ان کو تھرڈ ڈویژن میں بھی پاس ہونے کے قابل سمجھا جا سکے۔ اس لئے ان کو بیدار کرنا اور ان کے اندر زندگی کی روح پیدا کرنا بڑا ضروری ہے۔ اور جہاں جہاں بھی جماعت احمدیہ قائم ہے وہاں لجنہ اماء اللہ کی مجلس بھی قائم ہونی چاہیئے۔

تو۔ جن جگہوں پر جماعت قائم ہوئی ہے وہ بھی کافی نہیں لیکن جہاں جہاں اس وقت تک جماعت قائم ہو چکی ہے۔ وہاں

لجنہ اماء اللہ ضرور قائم ہونی چاہیئے

دوسرے جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا ہے ہمیں اپنے دائرہ خدمت کو وسیع کرنا ہے۔ مردوں کو تو میں نے کہا ہے اپنے حلقہ میں دس دس دوست بناؤ۔ عورتوں کے حالات مردوں سے مختلف ہیں۔ مثلاً مردوں پر نماز باجماعت فرض ہے۔ عورتوں پر فرض نہیں ہے۔ دائرہ کار کے اس اختلاف کا ہمیں خیال رکھنا چاہیئے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ عورت کے مختلف حالات ہیں۔ اسلئے ہم آپ کو یہ نہیں کہیں گے کہ مردوں کی طرح دوسروں کے گھروں میں دندناتی چلی جاؤ۔ اور وہاں جا کر خدمت کے کام کرو لیکن ہم یہ ضرور کہیں گے اور آپ کے لئے ایسا کرنا ممکن ہے کہ آپ کسی نہ کسی طرح عورتوں میں اپنے پیار اور دوستی کا حلقہ بڑھائیں۔ اور اپنے گھروں میں دوسری عورتوں کو بلائیں اور بڑے پیار سے ان کو سمجھائیں۔ کہ تمہارے بچے قرآن کریم پڑھنا نہیں جانتے ہم ان کو قرآن کریم پڑھانے کے لئے تیار ہیں آپ ان کو۔

قرآن کریم پڑھائیں

پھر ان کو دین کی باتیں بتائیں۔ ان کو بتائیں کہ حضرت نبی اکرمؐ کی ابتدائی زندگی میں مخالفت کس قسم کی تھی کس طرح آپؐ کو دکھ دیئے گئے۔ (خود اپنی بات نہ بتائیں بلکہ نبی اکرمؐ کے حالات بتائیں) کہ معاند کس طرح آپ کے خلاف تدابیر کیا کرتا تھا۔ آپؐ کے خلاف مکر کیا کرتا تھا۔ اور آپ کو اور آپکے ماننے والوں کو دکھ اور اذیت پہنچاتا تھا۔ وہ ان کو دو اڑھائی سال تک تنگ گھاٹیوں میں بند کر دیتا تھا۔ سارے کے سارے دروازے آپ پر بند کر دیئے جاتے تھے اس تنگی اور تکلیف میں بھی خدا نے انہیں یہی کہا تھا کہ میں تمہیں دنیا پر غالب کروں گا انہوں نے کہا ایک وقت پر خدا کا یہ وعدہ پورا ہوگا۔ چنانچہ وہ عرب سے باہر نکلے ایک طرف سپین تک جا پہنچے پھر فرانس میں داخل ہو گئے۔ دوسری طرف چین کی سرحدوں کو کھٹکھٹایا۔ کوہ ہمالیہ کو کود گئے صرف راستے کی تکالیف اتنی ہیں کہ آج کوئی آدمی ان کو برداشت نہیں کر سکتا۔ گو ایسی جگہوں پر ہمارے مبلغ ابھی تک نہیں پہنچے۔ ہمارا زمانہ ابھی برزخ کا زمانہ ہے نہ ابھی اتنی تنگیاں ہیں نہ آخری فتوحات کے دن آئے ہیں لیکن غلبۂ اسلام کے دن قریب سے قریب تر آ رہے ہیں

غلبہ اسلام کا سورج طلوع ہو چکا ہے

وہ آہستہ آہستہ بلند ہو کر نصف النہار تک پہنچے گا۔ کیونکہ جس طرح یہ مادی سورج نکل آئے تو دنیا کی کوئی طاقت اس کو نصف النہار تک پہنچنے سے روک نہیں سکتی اسی طرح اسلام کا جو سورج طلوع ہو چکا ہے وہ بھی انشاء اللہ نصف النہار تک پہنچ کر رہے گا۔ اب کون ہے؟ کیا روس ہے یا امریکہ ہے یا چین ہے یا انگلستان ہے یا یورپ ہے اور دوسرے ملکوں کی کوئی اور طاقت ہے جو اسلام کے اس سورج کو نصف النہار تک پہنچنے سے روک سے؟ اسے کوئی طاقت نہیں روک سکتی۔ لیکن یہ اور سورج ہے یہ مادی سورج نہیں ہے اس کو نصف النہار تک پہنچانے کے لئے آپ کو قربانیاں دینی ہوں گی یہ خدا تعالیٰ کے دوسری قسم کے ستون ہیں۔ جن پر سہارا لے کر یہ سورج نصف النہار تک بلند ہوتا چلا جاتا ہے۔ اس سورج کو نصف النہار تک پہنچانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے جو ستون بنائے ہیں ان میں مسلمانوں نے اپنے خون سے گارا بنایا تھا۔ اس میں پانی استعمال نہیں کیا تھا یا جب خدا نے فرمایا کہ میں خون نہیں لیتا تو انہوں نے اپنے پسینے، اپنے حواس، اپنی عقلیں، اور اپنا مال دولت سب کچھ نثار کر دیا تھا۔ تاکہ یہ ستون بلند ہوں اور اسلام کا سورج آسمان کی بلندیوں کو چھونے لگے۔ غرض مسلمانوں کی یہ قربانیاں ہی تھیں جن سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ ستون تیار ہوئے۔ ظاہری آنکھوں کو وہ ستون بھی نظر نہیں آتے۔ وہ قربانیاں بھی نظر نہیں آتیں۔

غرض اسلام کے غلبہ کے لئے آپ کو قربانیاں دینی پڑیں گی اور اس وقت اس کے لئے میں یہی کہنا چاہتا ہوں کہ

اپنا دائرہ خدمت وسیع کریں

مثلاً شروع میں آپ ایسا کریں کہ اگلے سال ایک ہزار یا پانچ سو یا تین سو جتنا بھی لجنہ اماء اللہ مرکزیہ مناسب سمجھے مجھے رپورٹ کر دے میں اس کا اعلان کر دوں گا ایسی ممبرات لجنہ ہوں گی جو دائرہ خدمت کو وسیع کریں گی۔ اور دائرہ خدمت وسیع کرنے میں ایک بہن ایسی بھی ہو سکتی ہے جو کہے کہ میری خواہش ہے میں وقت دینے کے لئے تیار ہوں۔ میں قربانی کرنے کے لئے تیار ہوں کہ مثلاً پانچ غریبوں کو گھر پر بلا کر میں ان سے پیار کروں میں ان کے کپڑے دھوؤں، میں ان کی تکالیف پوچھوں، ان کو کھانے کی ضرورت ہو تو اس کا انتظام کروں وغیرہ وغیرہ لیکن میری مالی طاقت ایسی نہیں ہے کہ اپنی خواہش کو پورا کروں۔ میں کہتا ہوں جماعت موجود ہے میں اس مالی بوجھ کو اٹھاؤں

گا۔ تم کام کرنے والی بنو گو ایک وقت میں اللہ تعالیٰ نے پیسے کی تنگی دے کر بھی امتحان لیا۔ لیکن اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے پیسے کی تنگی ہمارے رستہ میں روک نہیں بن سکتی اب بھی اگر وہ چاہے تو ایسا کر سکتا ہے۔ لیکن اب مالی تنگی نہیں ڈالتا۔ اب وہ کہتا ہے میں تمہیں مال دیتا ہوں تم کام کرو وہ کبھی مال دینے سے رک جاتا ہے اور امتحان لیتا ہے کبھی وہ دولت دیتا ہے اور امتحان لیتا ہے۔ یہ دونوں قسم کے امتحان انسانی زندگی کے ساتھ لگے ہوئے ہیں آج اللہ تعالیٰ نے ہمیں دولت عطا فرمائی ہے اور وہ امتحان لے رہا ہے۔ پس تم اپنے دائرہ خدمت کو وسیع کرو کیونکہ بنی نوع انسان کی مخلصانہ خدمت کے بڑے اچھے نتائج نکلتے ہیں۔

میں نے مردوں میں یہ کام شروع کروا دیا ہے۔ اس سلسلہ میں یہ کہوں گا کہ اس کا ڈھنڈورا پیٹنے کی بھی ضرورت نہیں ہے کیونکہ کسی انسان سے ہمیں جزا نہیں لینی اور جس سے ہم نے جزا لینی ہے اسے بغیر بتائے کے علم ہے ابھی اس کام کی ابتداء ہے راولپنڈی کی جماعت سے میں نے کہا تھا

آپ کچھ غریب خاندان لے لیں

جو اکٹھے آباد ہوں اور ان سے کہیں کہ ایک تو ہم نے انشاء اللہ تمہیں بھوکا نہیں رہنے دینا۔ اور دوسرے ہم یہ پسند نہیں کرتے کہ تم گندے رہو۔ جہاں تک گندے رہنے کا تعلق ہے ان کو میں نے ہدایت دے دی ہے۔ آپ بھی اس کی تفصیل سن لیں اور یاد رکھیں۔ میں نے کہا تھا کہ اپنی امارت جتانے کیلئے ایسا نہیں کرنا بلکہ خدمت کے جذبے سے یہ کام کرنا ہے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ ہمارے پاس وقت نہیں کہ اپنے کپڑوں کو ہفتے میں ایک دو بار دھو سکیں تو آپ کہیں لاؤ ہم دھو دیتے ہیں۔ چنانچہ آپ نے ان کے کپڑے لانڈری سے دھلا کر نہیں دینے ان غریب کے کپڑے آپ کو خود اپنے ہاتھ سے دھونے پڑیں گے۔ خواہ آپ کو دس ہزار روپے مہینے کی آمد ہی کیوں نہ ہوتی ہو۔ آپ نے اپنی دولت کا رعب نہیں جمانا۔ بلکہ خدمت، للّٰہی خدمت کرنی ہے آپ ان کے کپڑے گھر میں لے آئیں اور آپکی بیوی اور بچیاں خود اپنے ہاتھ سے کپڑے دھوئیں۔ اپنے ہاتھ سے استری کریں۔ اور واپس دے کر آئیں۔ چنانچہ اس ہدایت پر عمل ہو رہا ہے۔ ایسے لوگ جن کی اس رنگ میں خدمت کی جا رہی ہے۔ ان کے امیر رشتہ دار (جو پہلے ان کو کبھی پوچھتے تک نہیں تھے) آ گئے اور ان سے کہنے لگے کہ مرزائی کافر ہیں۔ ان کا کھانا کفر ہے۔ مرزائیوں کا صابن کافر ہے اس کو استعمال نہ کرو۔ کافر گندم کی اتنی بے صابنی کی تکلیف ہو یا نہ ہو لیکن وہ کافر ہیٹ کا کیا کرے جو بھوکا ہے اور اس کے اندر زندگی کو قائم رکھنے کے لئے ایندھن پڑنا چاہیئے۔ لیکن پہلے تو انہوں نے غریب رشتہ داروں کا کوئی خیال نہ کیا۔ اور پھر خدمت کی راہ میں روک بنے۔ لیکن جب ہماری طرف سے ان کی خدمت ہونے لگی تو وہی لوگ جو ہمارے آدمیوں پر آوازے کستے تھے۔ اور دکھ دیتے تھے۔ ان غرباء کو اب ہمارے سامنے آ کر سلام کرنے لگے ہیں۔

ہمیں ان کے سلام کرنے کی ضرورت اور خواہش نہیں ہے اور نہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ وہ ہمیں سلام کریں۔ لیکن بہرحال انسان اندر سے شریف ہے۔ ان کی انسانی شرافت بیدار ہوئی اور انہوں نے سمجھا کہ تمسخر اور استہزاء کے نعرے لگا کر غلطی کی ہے۔

پس ایک تو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ دعاؤں پر زور دیں دوسرے یہ کہ اپنی تنظیم کو فعال بنائیں۔ تیسرے یہ کہ ایک خاص تعداد میں لجنہ کی ممبرات اپنے دائرہ خدمت کو وسیع کریں اور لجنہ اماء اللہ مرکزیہ ان کی مدد کرے اور اگر ان کے بس کی بات نہ ہوئی تو اللہ تعالیٰ سامان پیدا کرے گا۔ لیکن ان کو مایوس نہیں ہونا چاہیئے خلوص نیت کے ساتھ بنی نوع انسان کے ایک حصے یعنی عورتوں کی خدمت کا دائرہ وسیع کریں۔ اگر آپ اپنے ہاتھ سے غریبوں کی خدمت کریں گی تو اس کا اللہ تعالیٰ آپ کو بڑا اجر دے گا۔ جو احمدی بہنیں غریب ہیں ان کو تو اس طرح کپڑے دھو کر دینے میں احساس و تامل نہ ہوگا۔ لیکن جو عورت امیر ہے اور خود اپنے گندے کپڑے دھونے کے لئے تیار نہیں وہ اگر اپنی غریب بہن کے گندے کپڑوں کو ہاتھ لگا کر ان کو دھو کر اور صاف کر کے دے گی۔ تو بہرحال انسانی سرشت پر ایک روشن نشان چھوڑے گی۔ اس لئے

آپ خدمت کے رنگ میں سعیدوں پر نور کے یہ نقطے لگائیں

پھر جب بہت سے نقطے لگ جائیں گے۔ تو اندھیرا خود بخود دور ہو جائے گا۔ مگر یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ آپ بنی نوع انسان کی خدمت کا دائرہ وسیع کریں دائرہ خدمت میں وسعت پیدا کرنے کے لئے جن چیزوں کی آپ کو ضرورت ہے۔ ان میں سرفہرست دعاؤں پر زور دینا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے معجزانہ نشانات حاصل کرو۔ تاکہ دہریوں کو بھی خدا تعالیٰ کی ہستی کا قائل کر سکو۔ خدا تعالیٰ سے پیار اور اس کی رضا کو حاصل کرو تا کہ اسکی مخلوق کی

خدمت کر سکو اور اس کے لئے ضروری ہے کہ آپ کو قرآن کریم اور اس کا ترجمہ آتا ہو۔ ہم اس سلسلہ میں تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد کام شروع کرتے ہیں۔ کچھ کام ہوتا ہے پھر بند ہو جاتا ہے۔

قرآن کریم کے پڑھنے پڑھانے کی طرف

از سر نو توجہ دینی چاہیئے تعلیم بالغاں یعنی جو بڑی عمر کی عورتیں ہیں، اپنی بھی، اور جو احمدی نہیں ہیں ہم نے ان کو پڑھانا ہے۔ جب تک وہ پڑھیں گی نہیں اس وقت تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اشعار پڑھ کر کس طرح محظوظ ہوا کریں گی۔ ابھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظم پڑھی گئی ہے۔ آپ کو مزہ آیا یا نہیں؟ یقیناً آیا ہے۔ پس آپ ان عورتوں کو جو پڑھی ہوئی نہیں اس لذت سے کیوں محروم کر رہی ہیں۔ یہاں تو انہوں نے ابھی آنا نہیں ایک دن انشاء اللہ ضرور آئیں گی۔ لیکن آج تو نہیں آئیں اور حال یہ ہے کہ وہ خود کتاب پڑھ نہیں سکتیں۔ اس لئے اگر آپ ان کو پڑھنا نہیں سکھاتیں۔ تو آپ اس لحاظ سے بڑی ظالم ہیں۔ ان کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اشعار کی لذت سے محروم کر رہی ہیں۔ اس لئے آپ تعلیم بالغاں شروع کریں۔ اور ناخواندہ عورتوں کو پڑھائیں پھر ان کا سلسلہ کا لٹریچر یا دوسری کہانیوں کی کتابیں دیں۔ چاہے ان کی عمر ۳۰ سال ہی کیوں نہ ہو۔ وہ پڑھنے کے لحاظ سے بچے ہی متصور ہوں گی پہلے آپ ان کو قاعدہ پڑھائیں۔ پھر چھوٹے چھوٹے رسالے پڑھائیں۔ پیر جنوں، بھوتوں، اور پریوں کی کہانیاں پڑھائیں۔ پھر خدا تعالیٰ کے بزرگ انبیاء کے قصے جو

قصص الانبیاء

کہلاتے ہیں وہ پڑھائیں۔ قرآن کریم میں بہت سے حسین واقعات بیان ہوئے ہیں جو پہلے انبیاء سے تعلق رکھتے ہیں۔ وہ کتابی صورت میں خود بھی تیار کریں اور لجنہ اماء اللہ مرکزیہ مردوں سے بھی تیار کروائے۔ پھر آپ ان کو بتائیں کہ اللہ تعالیٰ کس طرح حضرت آدم سے لے کر انسان کے اوپر کس طرح فضل کرتا چلا آ رہا ہے۔ یہ ساری باتیں کہانیوں کے رنگ میں بیان ہو سکتی ہیں۔ ان قصص کا سلسلہ آج کے زمانہ تک لے آئیں۔ یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کی زندگی کے واقعات تک، یہ سارے واقعات ایک کہانی کی شکل میں بھی بیان ہو سکتے ہیں یعنی سادہ زبان جس کو ایک نام تھوڑی پڑھی ہوئی عورت بھی سمجھ سکے وہ اُن کو پڑھائیں۔ پھر ان کو شوق پیدا ہو گا۔ پھر وہ اور کتابیں پڑھیں گی۔ غرض آپ ان کو اپنی جسمانی اور ذہنی اور اخلاقی اور روحانی طاقتوں سے فائدہ اُٹھانے کے قابل بنا دیں۔ اور بس۔ آپ اونچا ہاتھ نہ ماریں یعنی ان سے روحانیت کی باتیں نہ کرنے لگ جائیں۔ جب تک آپ ان کی جسمانی ضرورتوں کو پورا نہیں کریں گی۔ اس وقت تک ان کی ذہنی ضرورتیں پوری نہیں ہو سکتیں۔ اسی طرح پھر ان کی اخلاقی ضرورتیں پوری ہونگی۔ پھر ان کی روحانی ضرورتیں پوری ہونگی۔ پھر وہ آپ کی ساتھی بن جائیں گی۔ پھر ان میں سے

ہر ایک عورت خدا تعالیٰ کی فوج کی ایک مجاہدہ بن جائیگی

پھر وہ مردوں کے شانہ بشانہ میدان عمل میں نکلے گی۔ اور جب مرد اس کی طرف آنکھ اُٹھا کر دیکھے، یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ دیکھ میں اپنا خون خدا کے قدموں میں ڈالنے کے لئے باہر نکل رہا ہوں اور تو پیچھے ہے۔ تو وہ کہے گی چل پرے ہٹ! صرف تو ہی خدا کی راہ میں خون قربان نہیں کر رہا۔ میں بھی جاؤں گی اور خدا کی راہ میں اپنی جان دے دوں گی۔ یہی مقابلہ پہلوں میں ہوتا رہا ہے۔ اور یہی مقابلہ اب بھی ہونا چاہیئے۔ اور ایک حصہ جماعت میں اب بھی ہو رہا ہے۔ یہی وہ طریق ہے جس پر چل کر کسی جماعت یا سلسلہ پر اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں نازل ہوتی رہتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتوں کے حصول کے لئے تم کو پیدا کیا گیا ہے۔ خدا کرے کہ جس مقصد کے حصول کے لئے آپ کو پیدا کیا گیا ہے۔ وہ پورا ہو اور اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتوں کے آپ وارث بنیں۔ اللّٰھم آمین۔

کچھ کام جو قواعد کی رو سے میرے تو نہیں تھے۔ لیکن بعض دفعہ مجھے کرنے پڑ جاتے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ

لجنہ اماء اللہ مرکزیہ

نے اپنی ممبرات کو سند اظہار خوشنودی دیا ہے۔ آپ کی صدر صاحبہ اگر چاہتیں تو یہ بھی سوچ سکتی تھیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "وَلِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقٌّ" کہ تجھ پر تیرے نفس کا بھی حق ہے۔ اور اپنی سند اپنے ایک ہاتھ سے دے کر دوسرے ہاتھ سے وصول کر لیتیں۔ مگر شاید انہوں نے خلافت کی محبت سے مجبور ہو کر یہ بہانا تراشا کہ میں خود اپنے آپ کو سند کیسے دوں۔ یہ تو خلافت کا کام ہے کہ صدر لجنہ اماء اللہ کو سند خوشنودی دیا کرے۔ آئندہ بھی ملتی رہیں گی ٹھیک ہے ہم غلام ہیں"۔

اس موقع پر حضور نے حضرت سیدہ ام متین صاحبہ مدظلہا العالی صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کو اپنے دستِ مبارک سے سند خوشنودی مرحمت فرمائی اور مصافحہ کیا تو فرمایا:۔

"یہ میری ماں ہیں۔ اس لئے میں نے ان سے مصافحہ کیا ہے آپ یہ دیکھ کر مردوں سے مصافحہ نہ شروع کر دیں۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے اب دعا کر لیتے ہیں"۔

اجتماعی دعا کے بعد فرمایا:۔

"خدا کرے ماضی کی طرح آپ کی آج کی متضرعانہ اور عاجزانہ دعائیں آپ کے حال کو بھی اس کی برکات سے معمور کر دیں اور آپ کے مستقبل کے لئے بھی برکات کا سامان پیدا کر رہی ہوں"۔

ماہِ صیام اور اُس کی عظیم برکات — بقیہ اداریہ صفحہ (۲)

اور جب میرے بندے میرے بارے میں سوال کریں تو کہو میں قریب ہوں۔ اور اس کے معًابعد قرب الٰہی کے حصول کا طریق بتایا کہ کامل توجہ اور انابت الی اللہ کے ساتھ دُعائیں کی جائیں تو وہ بارگاہِ الٰہی میں قبول ہوں گی۔ اور قربِ الٰہی کی واضح علامت بنیں گی۔ چنانچہ فرمایا اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ کہ جو دُعا کرنے والا میری بارگاہ میں دُعا کرتا ہے میں اس کی پُرخلوص دُعا کو بپایۂ قبولیت جگہ دیتا ہوں۔ یہ کتنا بڑا فضل ہے اور کس قدر بڑی برکت ہے رمضان شریف کی۔ پس اس مہینہ میں دُعاؤں پر بڑا زور دیا جانا چاہیئے۔ اس صورت میں ہماری بہترین دُعاؤں کا اوّل حق دار اِسلام کا رُوحانی غلبہ ہے۔ جو امام مہدیؑ کے اِس زمانہ کے ساتھ خاص تعلق رکھتا ہے۔ اور جماعتِ احمدیہ اسی مقصد کے لئے کھڑی کی گئی ہے۔ اس لئے دُعا کی جائے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس موعود غلبہ کو قریب سے قریب تر لانے کے لئے ہر رنگ کی قربانی دینے کی توفیق دے۔ اور جماعت کی طرف سے جو عملی جد وجہد اس سلسلہ میں کی جارہی ہے، اللہ تعالیٰ اس میں غیر معمولی برکت دے۔ اس کے ساتھ ساتھ حضرت امام ہمام کی صحت وسلامتی اور درازیٔ عمر نیز مقاصدِ عالیہ میں فائز المرامی کے لئے دردِ دل کے ساتھ دُعائیں کرنا۔ مبلّغین کی ہر میدان میں کامیابی و کامرانی کے لئے دُعائیں کرنا اُن دعاؤں میں سے ہے جس کا حصہ ہر احمدی کو اسلام کے رُوحانی غلبہ کے نتیجہ کی صورت میں بہر حال ملے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ ہر شخص اپنی ذاتی ضروریات اور انفرادی حاجات کے لئے بھی دُعا کرے۔ جس صورت میں کہ خدا نے اپنے کلام مجید میں خود فرما دیا کہ اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ میری بارگاہ میں دُعا کے لئے جھک جاؤ مجھ سے مانگو میں تم کو دُوں گا۔ تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ جب دینے والا دینے کو تیار ہے، ہم مانگنے میں سُستی کریں۔ بالخصوص ایسی ذات سے جو ہر قسم کے خزانوں کی مالک اور تمام فضلوں اور رحمتوں کا سر چشمہ ہے۔

خدا کا شکر ہے کہ ہماری زندگیوں میں یہ بابرکت ایام پھر آئے۔ اسلئے آئیے! اپنی ہمت اور پُوری مستعدی کے ساتھ اُن سے زیادہ سے زیادہ رُوحانی فوائد حاصل کریں۔ اور ذُوالْمِنَن خدا کے رحم وکرم پر آسرا کرتے ہوئے اسی کے حضور جھک جائیں۔ دُعا ہے کہ وہ اس بابرکت مہینہ کو ہر مومن کے لئے رُوحانی ترقیات اور افضالِ الٰہی کو زیادہ سے زیادہ جذب کرنے کا موجب بنا دے۔ اور قادرِ مطلق تمام حاجت مندوں کی حاجتوں کو پُورا کرے۔ بیماروں کو صحت دے۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ سب احمدیوں کو خدمتِ دین کی زیادہ سے زیادہ توفیق دے۔ اور غلبۂ اِسلام کے دِنوں کو اپنے فضل سے قریب سے قریب تر کر دے آمین۔

درخواست دعا

عزیز امام اللہ ابن سی برکت اللہ صاحب ساکن کوڈالی (کیرالہ) بعمر دو سال صحت کے اعتبار سے کافی کمزور ہے۔ اس کے بارے میں عزیزم مکرم سی مبارک احمد صاحب جو اس کے نانا یا ابا ہیں نے ایک منذر خواب بھی دیکھا ہے۔ انہوں نے بڑی الحاح سے احباب کرام سے اس بچہ کی صحت وسلامتی اور درازی عمر کے لئے درخواست دعا کی ہے۔ اور مبلغ ۲۰ روپے درویش فنڈ میں عطا کئے ہیں۔ احباب کرام دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ عزیزم امام اللہ سلمہ کو صحت وتوانائی عطا فرمائے۔ اور نیک دصالح اور خادم دین بنائے۔ اور والدین کے لئے قرۃ العین بنا

بڑھانوں اور راجوری میں کامیاب جلسے

بقیہ صفحہ اوّل

محترم مولانا صاحب نے کفار مکہ کی طرف سے اسلام پر کئے گئے مظالم اور ان کے نتائج پر تفصیلی روشنی ڈالی۔ مولانا صاحب کی ۲½ گھنٹے کی تقریر کے دوران مخالفین کا شور و غوغا کچھ کم ہو گیا۔ اور وہ آہستہ آہستہ ہمارے جلسہ گاہ میں آکر بیٹھ گئے۔

راجوری کی طرف روانگی

بڑھانوں کے کامیاب جلسہ کے بعد دوسرے دن ہم اراکین وفد مع جماعت ہائے احمدیہ بڑھانوں، چارکوٹ اور رتال کے احباب جماعت کے ساتھ بڑھانوں سے ۱۴ میل دور واقع راجوری کے لئے صبح ۶ بجے پیدل روانہ ہو کر ۹½ بجے کے قریب راجوری پہنچ گئے۔

یہاں پر آج کے دن (۲۳-۹-۷۳ء) جلسہ عام مقرر کیا گیا تھا۔ اس کے بارے میں دو روز قبل ہی تمام شہر میں بڑے بڑے اشتہارات چسپاں کئے گئے تھے۔ اور مکرم مولوی شبیر احمد صاحب ناصر نے خود انتہائی ناموافق ماحول میں سارے شہر میں منادی کر دی تھی۔ کیونکہ منادی کرنے والے نے بھی صاف انکار کر دیا تھا لیکن جب ہم یہاں پہنچے تمام اشتہارات ایک منظم منصوبہ کے تحت پھاڑ دیئے گئے تھے اور تمام شہر میں مسلمانوں نے یہ عزم کر رکھا تھا کہ ہمارا جلسہ نہ ہونے دیا جائے گا۔ اور منظم طریق پر حاضرین مجلس پر حملہ کرنے کرنے کا منصوبہ بنایا تھا۔ ہم نے اس تمام صورت حال سے حکام بالا کو مطلع کر دیا تھا ہم سب ڈاک بنگلہ سے جہاں ہماری رہائش کا انتظام کیا گیا تھا۔ ایک جلوس کی شکل میں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجتے ہوئے۔ جلسہ گاہ پہنچے۔ ہماری حفاظت کے لئے پولیس کے چند سپاہی متعین تھے۔

جلسہ گاہ پر پرزور حملے

جوں ہی ہم جلسہ گاہ پہنچے۔ ہمارے مخالفین سینکڑوں کی تعداد میں جلسہ گاہ کے ارد گرد جمع ہونا شروع ہو گئے۔ سب سے پہلے محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی نے ظہر و عصر کی نمازیں باجماعت پڑھائیں اسی وقت ہی انہوں نے شور و غوغا اور اشتعال انگیز نعرے شروع کر دیئے ہم نے بڑے اطمینان سے نمازیں پڑھیں۔ اور جلسہ کی کارروائی شروع کی۔ سب سے پہلے خاکسار نے تلاوت قرآن مجید کی اور مکرم مولوی مظفر احمد صاحب فاضل نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پر مشتمل ایک نظم خوش الحانی سے سنائی اس کے بعد محترم مولانا امینی صاحب نے اپنی تقریر شروع فرمائی۔ آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک شعر

ہمیں کچھ کیں نہیں بھائیو نصیحت ہے غریبانہ
کوئی جو پاک دل ہووے دل و جاں اس پہ قرباں ہے

پڑھنے کے بعد احمدیوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ تم ایک منظم اور امن پسند جماعت ہو اس لئے کسی قسم کے اشتعال میں آئے بغیر صبر و سکون کے ساتھ اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے رہو۔ مظلوم بننے سے ہی خدا تعالیٰ کی رضامندی حاصل ہو گی۔

چنانچہ تمام احباب کرام ایک حلقہ بنائے بہت صبر و استقلال اور خاموشی سے بیٹھے رہے۔ اسی اثناء میں جلسہ گاہ کے قریب ہی مخالفانہ نعرے لگ رہے تھے۔

محترم مولانا صاحب حضرت رسول عربی صلعم کی سیرت و سوانح پر مشتمل بعض واقعات بیان کر رہے تھے کہ ایک جُبّہ پوش مولوی محمد عالم صاحب مخالفوں کی طرف سے ہمارے حلقہ کو توڑ کر آ گیا۔ ہم نے خیال کیا کہ یہ نیک نیتی سے ہمارے پاس آیا ہو گا۔ لیکن اس نے آتے ہی اشاروں سے اپنے شر پسند ساتھیوں کو بلایا۔ اشارہ ملتے ہی وہ سینکڑوں کا ہجوم یکدم ہم پر حملہ آور ہو گیا۔ محترم مولانا صاحب لاؤڈ اسپیکر سے امن و شانتی اور صبر و سکون کی تلقین فرماتے رہے۔ لیکن اس کا ان پر کوئی اثر نہ ہوا۔ حملہ آوران کا نشانہ ہم مبلغین تھے۔ پولیس اپنی لاٹھیوں سے ان کو پیچھے ہٹاتی رہی۔ لیکن حملہ آور جو سب کے سب لاٹھیوں سے مسلح تھے۔ اور ہاتھوں میں پتھر اٹھائے ہوئے تھے۔ انہوں نے نہتے احمدیوں کو زدو کوب کرنا شروع کیا۔ ہم مبلغین وہیں ڈٹے رہے اور محبت و پیار سے سمجھاتے رہے۔ لیکن حملہ آور آگے بڑھتے رہے۔ اور اسٹیج پر آکر لاؤڈ اسپیکر اور مائیک وغیرہ چھین لیا۔ اس کے تار توڑ دیئے اور لاٹھیوں سے وار کرنے لگے۔ اس وقت احباب نے مبلغین کے گرد حلقہ بنا لیا اور بہ حفاظت ایک ہندو دوست کے مکان میں لے گئے۔ باہر یہ "مسلمان" کہلانے والے تکبیر بلند کرتے ہوئے احمدیوں پر لاٹھیاں برسا رہے تھے۔ بلکہ پولیس کی لاٹھیاں چھین کر حملہ آور ہوئے۔ چنانچہ کئی احمدی دوست چوٹیں کھا کر زخمی ہوئے۔ ان میں بعض ہمارے مبلغین بھی شامل تھے۔

جب مخالف حملہ آوروں نے دیکھا کہ ہم سب وہاں سے نکل گئے ہیں تو سب خوشی سے اچھلنے کودنے لگے اور فاتحانہ انداز میں ہمارے ہی جلسہ گاہ پر مخالفانہ قبضہ جما کر ہمارے خلاف جلسہ کیا اور مذکورہ مولوی نے اشتعال انگیز تقریریں کیں۔

ہم مبلغین اور دیگر احمدی احباب جو ایک محفوظ مقام میں تھے مکرم مولوی شبیر احمد صاحب ناصر کے ایس۔ پی صاحب کو فون کرنے پر پولیس فورس کی مدد سے یہاں کے تھانے میں گئے۔ جہاں پولیس کے عہدیدار اور اعلیٰ حکام ہمارے منتظر تھے۔ ہمیں انہوں نے بڑی عزت سے بٹھایا۔ محترم مولانا امینی صاحب نے بہت درد بھرے جذبہ سے کی گئی دست درازی کی تفصیل بتاتے ہوئے۔ پولیس کے ناقص انتظام کے بارے میں توجہ دلائی اور فرمایا کہ یہاں جلسہ کرنے کے بارے میں کئی روز قبل ہم نے اجازت حاصل کی تھی اور تمام شہر میں منادی بھی کی تھی۔ اور ہمارے خلاف مسلمانوں نے جو سازشیں کی تھیں اور منصوبے بنا رہے تھے۔ ان سب کی اطلاع آپ لوگوں کو ہے۔ لیکن محکمہ پولیس نے انتظام کا کوئی خاطر خواہ قدم نہیں اٹھایا سوائے اس کے کہ چند پولیس کے سپاہیوں کو بھیج دیا جو شر پسندوں کے شر انگیز منصوبے کے لئے بالکل ناکافی تھے۔ اس گفتگو کے موقعہ پر غیر مسلم شہری کثیر تعداد میں اس واقعہ پر غم و غصہ اور احتجاج کرنے کے لئے آ گئے تھے۔ چنانچہ ایک جن سنگھ لیڈر نے آکر کہا کہ ان ہمارے معزز مہمانوں کے ساتھ جو کچھ ہوا۔ بہت ہی ناواجب ہوا۔ اور ہم اس افسوسناک واقعہ پر تمام شہریوں کی طرف سے مولوی صاحبان اور جماعت احمدیہ سے معافی چاہتے ہیں۔ اور ساتھ ہی حکام سے کہا کہ یہ آپ لوگوں کا ناقص انتظام اور غفلت اور بے توجہی کے سبب ہوا۔ اور ہم سب شہری آپ لوگوں سے پرزور احتجاج کرتے ہیں اور کہا کہ یہ حملہ اور ہلڑ بازیاں کرنے والے سب کے سب حکومت کے ملازمین ہیں۔ کیا آپ لوگوں نے ان کو کھلی چھٹی دے رکھی تھی تا یہ لوگ غریب احمدیوں پر حملہ کر کے ان کو زخمی کریں۔ ساتھ ہی انہوں نے ہم سے کہا کہ آپ ہمارے مہمان ہیں۔ اور آپ پر اب کوئی آنچ تک نہیں آئے گی۔ آپ کو ہم اپنے شوالہ میں رہنے کی دعوت دیتے ہیں محترم امینی صاحب نے ان کا شکریہ ادا کیا۔ اسی وقت ایک سکھ بزرگ آ گئے آئے۔ اور مکرم مولوی امینی صاحب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ کہ انہوں نے کل ہمارے گوردوارے میں بہت ہی اچھی تقریر کی ہے۔ ان کے نیک خیالات کے ہم سب مداح ہیں۔ ہمیں اس واقعہ پر بہت افسوس ہے اور ہم سب بہت شرمندہ ہیں۔ ہم اپنے گوردوارہ میں رہنے کی دعوت دیتے ہیں۔ اس وقت بھی محترم مولانا امینی صاحب نے شکریہ ادا کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ دیکھئے! کل میں خود ان کے گوردوارے میں گیا۔ اور ان کی مقدس کتاب گورو گرنتھ صاحب کے پاس کھڑے ہو کر تشہد و تعوذ و تسمیہ پڑھ کر اسلام کی خوبیاں بیان کیں۔ تو انہیں کوئی خطرہ محسوس نہیں ہوا۔ اور انہوں نے بہت ہی پیار اور محبت اور وسعت قلبی کا مظاہرہ کیا لیکن آج ہم اپنے جلسہ گاہ میں حضرت رسول کریم صلعم کی سیرت و سوانح بیان کرتے تھے تو ہمارے مسلمان بھائیوں کو خطرہ محسوس ہوا۔ اور ان کا ایمان اور دین خطرے میں پڑ گیا۔

اس موقعہ پر شہر کے سناتن دھرم کے پردھان تشریف لائے اور اس واقعہ پر اپنے غم و غصہ کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ان حملہ آور مسلمانوں نے ان احمدیوں کے جوتے چپل وغیرہ اٹھا اٹھا کر باہر پھینکے جو ہمارے مندر میں آکر گرے ہیں۔ اس قسم کی حرکتوں سے ہی فتنہ و فساد رونما ہوتے ہیں۔ انہوں نے بھی مسلمانوں کے اس ظلم و ستم پر شرمندگی کا اظہار کیا۔

اسی اثناء میں پولیس اسٹیشن میں موجود تمام حکام اور بڑے بڑے عہدیدار بار بار افسوس کا اظہار کرتے ہوئے ہم سے معافی مانگتے رہے اور یہ یقین دلاتے رہے کہ بعد تحقیق جو اس میں ملوث پایا گیا اس کے خلاف ایکشن لیا جائے گا۔

اسی وقت پولیس اسٹیشن میں ایک ڈاکٹر صاحب بلائے گئے۔ انہوں نے زخمی احمدیوں کی مرہم پٹی کی اور دوائی وغیرہ دی

بعض ضروری ضابطہ کی کارروائیوں کے بعد ہمیں بذریعہ جیپ بحفاظت قیام گاہ تک پہنچا دیا گیا۔ اس واقعہ سے شہر بھر میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی اور تمام غیر مسلموں نے شر پسند حملہ آوروں کی مذمت کی گویا کہ سارے شہر کی ہمدردی ہمارے ساتھ تھی۔ اور ان سب کا متفقہ فیصلہ تھا کہ احمدیوں کا یہاں پر ضرور جلسہ ہونا چاہیئے۔ احمدی حضرات کی بھی یہی شدید خواہش تھی کہ یہاں پر ہمارا جلسہ ضرور ہونا چاہیئے۔ چنانچہ یہاں پر دوبارہ جلسہ کی اجازت کے لئے متعلقہ افسران سے رابطہ قائم کیا۔ انہوں نے بخوشی اجازت دے دی (باقی)

افسرانِ پونچھ و معززینِ شہر کا شکریہ

۲ر ستمبر ۱۹۷۳ء کو پونچھ شہر میں احمدیہ مسلم کانفرنس منعقد ہوئی۔ اس موقع پر پونچھ کے ضلع افسران جناب ڈی۔ سی صاحب۔ جناب ڈی۔ ایس۔ پی صاحب۔ جناب اے۔ سی صاحب اور دیگر جملہ افسر صاحبان نے جو تعاون فرمایا ہے اور جو عمدہ انتظامات کئے اور اپنی حسنِ انتظامی سے شہر کی فضا کو خوشگوار رکھا۔ نظارت ہذا ان کا دلی شکریہ ادا کرتی ہے۔ اور آئندہ کے لئے بھی توقع کرتی ہے کہ ایسی کانفرنسوں کے انعقاد کے مواقع پر اسی جذبہ اور اخلاص کے ساتھ تعاون فرمائیںگے۔

معززینِ شہر میں سے محترم میر نذیر حسین صاحب۔ جناب دیوان لشٹی صاحب اور محترم جناب جہانگیر صاحب خاص طور پر ہمارے دلی شکریہ کے مستحق ہیں جنہوں نے اس کانفرنس کے موقع پر عملی اور بھرپور تعاون کرکے ہماری کانفرنس کو کامیاب بنایا۔ فجزاھم اللہ خیراً۔

یہ بات خاص طور پر قابلِ ذکر ہے کہ جناب سید نذیر حسین صاحب اور لشٹی صاحب نے جلسہ گاہ کے لئے دریاں، کرسیاں فراہم کیں۔ اور مہمانوں کو کھانا وغیرہ کھلانے کے لئے برتن بھی مرحمت فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اس نیکی کا بہتر اجر عطا فرمائے۔ جناب جہانگیر صاحب عوام کو جلسہ گاہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں لانے کا باعث ہوئے۔ فجزاہم اللہ۔

علاوہ ازیں نظارت جملہ اہالیانِ پونچھ کا بھی دلی شکریہ ادا کرتی ہے اللہ تعالیٰ اس شہر کے رہنے والوں کو جلد اپنے فضلِ عظیم کا وارث بنائے آمین۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

مرمّتِ مقاماتِ مقدسہ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مکانات جو مقدس اور تاریخی اہمیت کے حامل ہیں، مرورِ زمانہ کے باعث ان کی ضروری مرمت کا اہم مسئلہ اس وقت سامنے ہے۔ یہاں تک کہ اب صدیوں کے تعمیر شدہ مکانوں کی چھتیں اور دیواریں بارشوں کی وجہ سے گر گئی ہیں۔ جن کی تعمیر اور مرمت کرنا نہایت ضروری ہے۔ ہندوستان کی جماعتوں پر اللہ تعالیٰ کا یہ فضل اور احسان ہے کہ انہیں احمدیت کے دائمی مقدس مرکز قادیان کی براہِ راست خدمت کے مواقع حاصل ہیں۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ جب چاہیں اس تخت گاہِ رسول کی زیارت سے مستفیض ہوسکتے ہیں۔ اس سہولت اور سعادت کا یہ تقاضا ہے کہ ہندوستان کے مستطیع احباب جماعت اللہ تعالیٰ کے اس احسان کے شکرانہ کے طور پر مرمت مقاماتِ مقدسہ کی اہم ضرورت کو پورا کریں۔

ناظر بیت المال آمد قادیان

زکوٰۃ

(۱)۔ زکوٰۃ اسلام کا ایک اہم اور بنیادی رکن ہے۔ (۲)۔ ہر صاحبِ نصاب پر اس کی ادائیگی فرض ہے۔ (۳)۔ کوئی دوسرا چندہ زکوٰۃ کا قائم مقام تصور نہیں ہوسکتا۔ (۴)۔ زکوٰۃ مومنوں کے مال کو پاک کرتی ہے۔ (۵)۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد کی رو سے زکوٰۃ کی تمام رقوم مرکز میں آنی چاہئیں۔

تمام صاحبِ نصاب احباب کی خدمت میں گزارش ہے کہ جس قدر زکوٰۃ آپ کے ذمہ واجب الاداء ہے اسے ادا کرکے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی توفیق دے آمین۔

ناظر بیت المال آمد قادیان

حضرتِ اقدس کے خطاب کی اشاعت

سیدہ محترمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کی خواہش کے پیشِ نظر حضور ایدہ اللہ کا لجنہ سے ایمان افروز خطاب مکمل طور پر اسی پرچہ میں شائع کیا جارہا ہے جس کے سبب دیگر مضامین اور رپورٹوں کے لئے گنجائش نہیں نکل سکی ——— (ایڈیٹر)

رمضان المبارک میں
فدیۃ الصیام اور انفاقِ مال

رمضان شریف کا بابرکت مہینہ شروع ہورہا ہے۔ اس مبارک مہینہ میں ہر عاقل بالغ اور صحت مند مسلمان کے لئے روزہ رکھنا فرض ہے۔ روزے کی فرضیت ایسی ہی ہے جیسے دیگر ارکانِ اسلام کی۔ البتہ جو مرد و عورت بیمار ہو اور ضعفِ پیری یا کسی دوسری حقیقی معذوری کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکتا ہو اس کو اسلامی شریعت نے فِدْيَةُ الصِّيَام ادا کرنے کی رعایت دی ہے۔ از روئے شریعت اصل فدیہ تو یہ ہے کہ کسی غریب محتاج کو اپنی حیثیت کے مطابق رمضان المبارک کے ہر روزہ کے عوض کھانا کھلا دیا جائے۔ بلکہ یہ صورت بھی جائز ہے کہ نقدی یا کسی اور طریق سے کھانے کا انتظام کر دیا جائے۔

سو میں اپنے معذور دوستوں کی خدمت میں بذریعہ اعلان ہذا گذارش کروں گا کہ اُن میں سے جو احباب پسند فرماویں کہ ان کی رقم سے کسی مستحق درویش کو روزہ رکھوا دیا جائے تو وہ فدیہ کی رقم قادیان میں ارسال فرماویں۔ اس طرح ان کی طرف سے ادائیگی فرض بھی ہو جائے گی۔ اور غریب درویشان کی ایک حد تک امداد بھی ہوسکے گی۔ فدیہ کے علاوہ رمضان شریف میں روزہ رکھنے والوں کو اپنی اپنی استعداد کے مطابق سنتِ نبوی صلعم پر عمل کرتے ہوئے صدقہ و خیرات کی طرف خاص توجہ کرنی چاہیئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے رمضان مبارک میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر سخاوت کرنے والا اور کوئی نہیں دیکھا۔ پس قربِ الٰہی میں ترقی کے لئے احبابِ کرام کو اس نیکی کی طرف خاص نگاہ رکھنی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو اس نیکی کے بجا لانے کی بیش از بیش توفیق عطا فرمائے۔ اور رمضان مبارک کی بے پایاں برکات سے بڑھ چڑھ کر متمتع ہونے کی سعادت بخشے آمین۔

امیر جماعتِ احمدیہ قادیان

ہفتہ تحریکِ جدید

۵ر تا ۱۱ر اکتوبر ۱۹۷۳ء کو ہفتۂ تحریکِ جدید میں مہربانی کرکے تمام عہدیداران دلچسپی لے کر احباب کو اس تحریک کی اہمیت اور اس کی برکات سے روشناس کراتے ہوئے اُن سے سالِ رواں کا بقیہ چندہ وصول فرمائیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ اللہ تعالیٰ سب کی مساعی کو مبارک کرے آمین۔

وکیل المال تحریکِ جدید قادیان

کروم لیدر اور بہترین کوالٹی ہوائی چپل اور ہوائی شیٹ کے لئے ہم سے رابطہ قائم کریں!

آزاد ٹریڈنگ کارپوریشن ۵۸/۱ فیرس لین کلکتہ ۱۲

AZAD Trading Corporation
58/1 Phears Lane Calcutta - 12.

پٹرول یا ڈیزل سے چلنے والے
ٹرک یا کاروں
کے ہر قسم کے پُرزہ جات آپ کو ہماری دکان سے مل سکتے ہیں۔ اگر آپ کو اپنے شہر یا کسی قریبی شہر سے کوئی پُرزہ نہ مل سکے تو ہم سے طلب کریں!!

پتہ نوٹ فرمالیں:۔
آٹو ٹریڈرز ۱۶ مینگولین کلکتہ ۱

AUTO TRADERS 16 Mangoe Lane CALCUTTA-1

تار کا پتہ:۔ "Autocentre" فون نمبرز 23-1652 / 23-5222